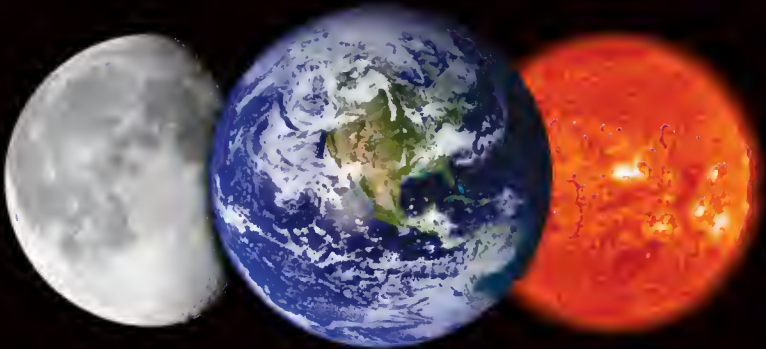


فقال رسول الله ﷺ الله اكبر يكفى المسلمين احدىهم فصاموا امر الناس بالصيام
آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر تمام مسلمانوں کے لئے ایک شخص کی گواہی کافی ہے، پس آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا

ایک امت ایک چاند



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک امت ایک چاند

محمود علی

پہلا ایڈیشن

شعبان 1435ھ ----- جون 2014ء



A project of www.mahmoodali.org

اس کتابچے میں موجود تحریر میرے ذاتی نظریے کی ترجمانی کرتی ہے، اس تحریر کا کسی بھی جماعت و گروہ کے نظریات و افکار سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ جو کچھ بھی یہاں تحریر ہے اسے کسی کانٹ چھانٹ، تبدیلی و تحریف کے بغیر شائع و نشر کیا جاسکتا ہے تاہم یہ ضروری ہے کہ اس مصدر کو بیان کیا جائے جہاں سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔

فہرست عنوانات

4	تمہید
7	نظام شمسی
9	رویت ہلال
18	اختلاف مطلع
33	فلکیاتی اندازے
50	مختلف شبہات اور ان کے جوابات
61	امت مسلمہ کے نام پیغام
64	مراجع و مصادر و حواشی

تمہید

فکر و تصورات کسی بھی قوم کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ تصورات فکر کو اختراع کرتے ہیں۔ اور یہی تصورات اور فکر، عقیدہ کے ساتھ مل کر نظریہ اور رویہ ترتیب دیتے ہیں۔ تہذیبوں کی تاریخ کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ قومیں جب تک فکری طور پر بلند رہیں اور کمال ان کو حاصل رہا۔ لیکن جیسے ہی فکری تنزلی کا شکار ہوئیں پستی کی دلدل میں گر گئیں یا فنا ہو گئیں۔ عالم اسلام بھی آج ایسی ہی فکری تنزلی کا شکار ہے، اور اسی فکری تنزلی نے وطنیت اور قومیت کے ایسے جانور کو تخلیق کیا جس نے امت مسلمہ کے ایک جسم کو چیر پھاڑ کر نہ صرف جغرافیائی بنیادوں پر تقسیم کیا بلکہ ان کی عبادات کو بھی جغرافیائی حدود میں مقید کر دیا۔ استعماری تہذیب کے آذر نے وطنیت اور قومیت کے بتوں کو تراش کر سرزمین اسلام کے نئے تعمیر شدہ بت کدوں میں رکھ چھوڑا، جہاں ان تازہ خداؤں کو خوش رکھنے کے لیے اسلامی عقیدے کی قربانی دی جاتی ہے۔ درباری علماء کا ہنوں کا روپ دھارے وطنیت کی دیوی کو خوش کرنے کے لیے پجاریوں سے مزید چڑھاؤں کا تقاضا کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ کاہن ایک جانب تو امت مسلمہ کے ایک جسم اور ایک روح ہونے کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری جانب دیوی کی ناراضگی کا خوف بھی ان کے اُن فتوؤں سے عیاں ہے جس کے باعث عالم اسلام اپنی اجتماعی عبادات میں بھی نفاق کا شکار ہو چکی ہے۔

رمضان کے روزے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ اللہ کے ساتھ تعلق کا باعث بننے والی عبادات بھی ہیں اور امت مسلمہ کی اجتماعی حیثیت کے اظہار کا ذریعہ بھی۔ مسلمان اللہ کے حکم کے اطاعت میں ایک ہی دن روزے شروع کرتے ہیں اور ایک ہی دن عید کا تہوار مناتے ہیں جو اُن میں وحدت پیدا کرتی ہے۔ اسلام نے عبادات اور معاملات کا دار و مدار چاند پر رکھا ہے جیسے حج، صیام، عیدین، زکوٰۃ، مطلقہ یا بیوہ کی عدت، ایام رضاعت، قرض وغیرہ۔

يَسْلُونَكَ عَنِ الْاَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ^[1]

”اے محمد ﷺ لوگ تم سے نئے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے کہہ دو کہ وہ لوگوں کے کاموں کی میعادیں اور حج کا وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔“

بد قسمتی سے دوسرے بہت سے معاملات کی طرح مسلمان چاند کی رویت کے متعلق بھی انتشار کا شکار ہیں۔ یہ صرف اسلام کی ایک خوبی ہے کہ اس نے فروعی معاملات پر اختلاف کا حق دیا ہے۔ لیکن رویت ہلال ایک ایسا معاملہ ہے کہ اگر ہم نے اس پر اجتماعی فیصلہ نہ کیا تو امت مسلمہ جو پہلے ہی انتشار کا شکار ہے مزید منتشر ہو جائے گی۔

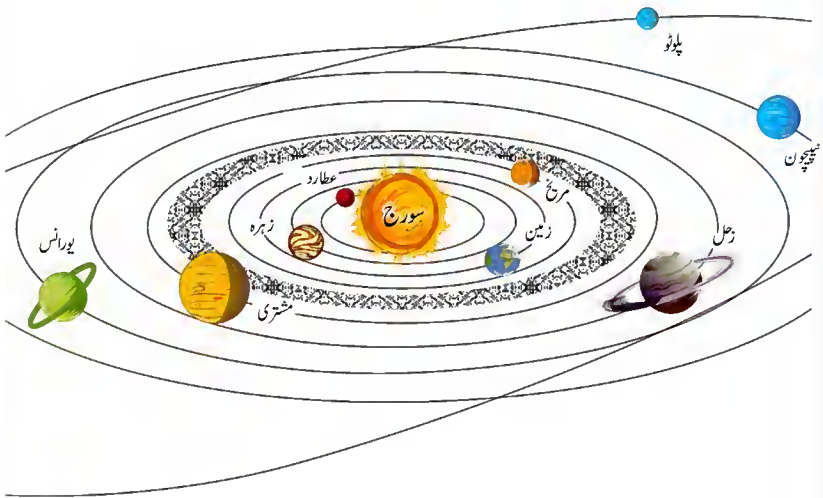
ایک عام مسلمان ہر سال اس کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آخر رمضان اور عیدین کے موقع پر قمری مہینے پر تضاد کیوں سامنے آ جاتا ہے۔ وطنیت کی بنیاد پر تقسیم ایک ملک میں ہی الگ الگ عید کیوں منائی جاتی ہے۔ لیکن جب اس معاملے پر ان کی صحیح رہنمائی کی جاتی ہے تو دیوی کا جادو سر چڑھ کر بولنے لگ جاتا ہے۔ معاملہ کو گھما کر سعودی اور پاکستانی چاند تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ عقل و فہم کا ادراک دیکھیے کہ آسمان پر چمکنے والا ایک چاند بھی وطنیت اور قومیت کے بتوں پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ حجت یہ دی جاتی ہے کہ چودہ سو سال پہلے تو ذرائع ابلاغ کا سہارہ نہیں تھا تب بھی تو مختلف علاقوں میں چاند کی تاریخ مختلف ہوتی تھی۔ تعاویٰ یہ دی جاتی ہے کہ سعودیہ کے وقت اور ہمارے وقت میں دو گھنٹے کا فرق ہے اس لیے چاند ایک دن دیر سے نظر آتا ہے۔ طنزیہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے عید سعودیہ کے ساتھ کرنی ہے تو نماز بھی سعودیہ کے وقت پر پڑھا کریں۔

وقت کی ضرورت ہے کہ ان تمام سوالوں کا مفصل جواب دیا جائے۔ اس کتابچہ میں انھی سوالوں کے جوابات کو علم فلکیات، جغرافیہ اور شرعی اصولوں کی مدد سے مفصل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ میں ان اصحاب کی جو اس کتابچہ میں موجود میری رائے سے اختلاف کرتے ہیں، ان کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن اس مضمون کو لکھنے کا مقصد صرف امت مسلمہ تک ایک صحیح پیغام پہنچانا ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو کامیاب کرے اور امت مسلمہ کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین...

نظام شمسی

کائنات اپنی لامحدود وسعت کے باوجود محدود ہے۔ آج ماہرین فلکیات 200 ارب سے زائد کہکشائیں دریافت کر چکے ہیں^[2]۔ ہر کہکشاں میں کم و بیش 200 ارب ستارے موجود ہیں^[3] اور ان میں بیشتر ستاروں کے اپنے سیارے^[4] ہیں اور بہت سے سیاروں کے طفیلی سیارچے^[5] ہیں۔ یہ سب اجرام فلکی اپنے اپنے مقررہ مداروں میں گھومتے ہیں۔ اور اپنی پیدائش کے وقت سے انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ گردش کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے دمدار ستارے^[6] بھی اپنے مقررہ مداروں میں گردش کر رہے ہیں۔ کائنات میں یہ مدار صرف انہی اجرام فلکی تک محدود نہیں بلکہ کہکشائیں بھی نہایت تیز رفتاری سے مقررہ مداروں میں متحرک ہیں۔

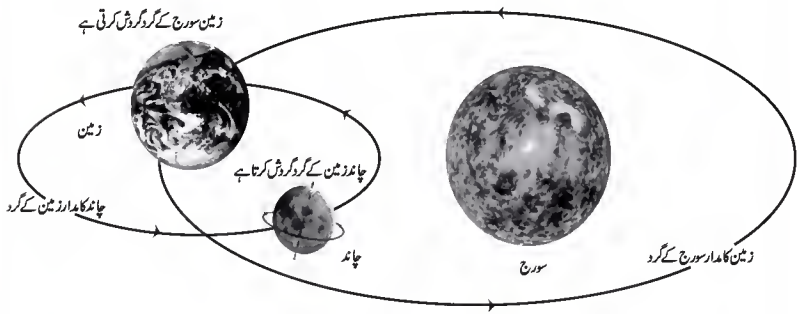


جس کہکشاں میں ہماری زمین موجود ہے اس کو ملکی وے (Milky Way)^[4] کہا جاتا ہے۔ سورج (The Sun) نامی ستارہ جو کہ اسی کہکشاں کا حصہ ہے اس کہکشاں کے ایک کونے میں واقع ہے جہاں پر ہمارا نظام شمسی ترتیب پاتا ہے۔ سورج کے آٹھ بڑے اور پانچ چھوٹے^[5] سیارے ہیں اور

تقریباً تمام سیاروں کے ایک یا ایک سے زائد طفیلی سیارچے موجود ہیں جن کو چاند (The Moon) کہا جاتا ہے۔ زمین ترتیب کے لحاظ سے نظام شمسی کا تیسرا سیارہ ہے جو کہ سورج کے گرد گردش کر رہا ہے۔ زمین سورج کے گرد اپنی گردش 365 دن اور 6 گھنٹے میں مکمل کرتی ہے۔ چاند جو کہ زمین کا طفیلی سیارچہ ہے 27 دن اور 8 گھنٹے^[6] میں زمین کے گرد اپنا چکر مکمل کرتا ہے۔

رویت ہلال

نیا چاند^[7] علم فلکیات میں ایک اصطلاح ہے نہ کہ نیا چاند سے مراد چاند کی نئی پیدائش۔ چاند، سورج اور زمین تو پیدائش کائنات کے وقت سے ایک جیسے ہیں، ان کی ہیئت میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں آئی اور تا قیامت ایسے ہی رہیں گے۔ یہ اصطلاح اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب چاند اپنے مدار میں گردش کرتا ہو اعمین سورج اور زمین کے درمیان آجائے جس کی وجہ سے زمین اور چاند کے درمیان زاویہ صفر ہو جاتا ہے۔ چاند کا مدار 360 درجے کے زاویے کا ہوتا ہے۔ اور قمری سال 354 دن کا ہوتا ہے۔ یعنی جب چاند زمین کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے تو ایک قمری مہینہ مکمل ہو جاتا ہے۔ چاند زمین کے گرد گردش کرتے ہوئے 360 درجے کا فاصلہ 27 دن 7 گھنٹے 43 منٹ اور 11 سیکنڈ^[8] میں مکمل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے چاند روزانہ تقریباً 13 درجے^[10] کا فاصلہ طے کرتا ہے۔



اب بہت سے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ جب چاند 27 دن اور 8 گھنٹے میں اپنی گردش مکمل کرتا ہے تو پھر نیا مہینہ 29 یا 30 دن کے بعد کیوں شروع ہوتا ہے؟

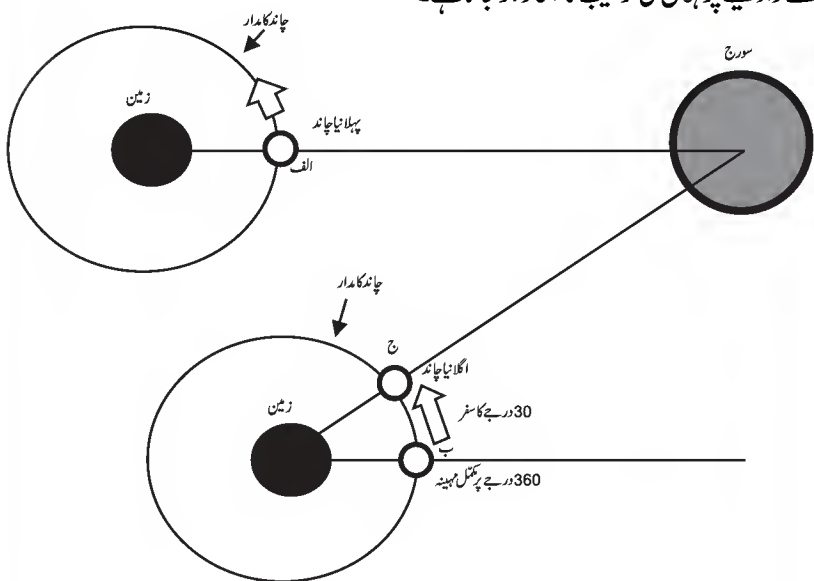
یہ ایک بہت دلچسپ بات ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ جب چاند 360 درجے کا سفر مکمل کر کے واپس اُسی مقام پر پہنچے تو نئے مہینے کا آغاز وہاں سے ہی ہونا چاہیے، لیکن یہاں پر یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ جس وقت چاند زمین کے گرد گردش کر رہا ہوتا ہے عین اُسی وقت زمین بھی سورج کے گرد گردش^[11] کر رہی ہوتی ہے۔ جس طرح چاند کا زمین سے فاصلہ برابر نہیں بلکہ کہیں پر کم اور کہیں پر زیادہ ہے، اسی طرح زمین کا بھی سورج سے فاصلہ برابر نہیں، بلکہ کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

چاند جب 360 درجے کا فاصلہ مکمل کرتا ہے تو زمین کی مستقل گردش کی وجہ سے وہ مقام جہاں پر چاند کو زمین اور سورج کے درمیان آکر صفر درجے کا زاویہ بنانا چاہیے، اُس سے تھوڑا سا پیچھے رہ جاتا ہے، اور یہ فاصلہ طے کرنے میں چاند 40-64 گھنٹے کا وقت لیتا ہے۔ پیچھے رہ جانے کا سبب یہ ہے کہ زمین ہر مہینہ سورج کے گرد 30 درجے کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے چاند کو زمین اور سورج کے درمیان صفر درجہ پر آنے کے لیے 360 درجے کی بجائے 390 درجے^[12] پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ اسی بنا پر قمری مہینہ 29 یا 30 دن کا ہوتا ہے۔ جب چاند یہ فاصلہ طے کر کے عین سورج اور زمین کے درمیان آتا ہے اور صفر درجے کا زاویہ بناتا ہے تو یہی وہ مقام ہے جہاں پر چاند، نیا چاند (New Moon) کہلاتا ہے۔ یہاں پر ایک قمری مہینے کا اختتام اور اگلے کا آغاز ہوتا ہے۔

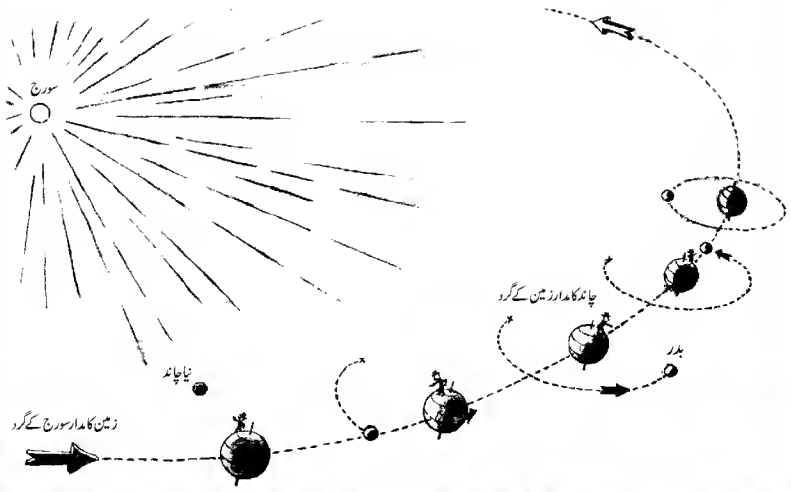
جب چاند دوبارہ سورج اور زمین کے درمیان آتا ہے تو ہم پھر سے اُس مقام کو صفر درجہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ جب چاند اس مقام سے آگے اپنا سفر شروع کرتا ہے تو 18-24 گھنٹے کے بعد ہلال بنا

شروع ہو جاتا ہے۔ ہلال کے بننے میں چاند کے سفری زاویہ کا بہت اہم دخل ہوتا ہے۔ 10 درجے کے زاویے پر ہلال کی ترتیب کا آغاز ہو جاتا ہے۔

جب چاند دوبارہ سورج اور زمین کے درمیان آتا ہے تو ہم پھر سے اُس مقام کو صفر درجہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ جب چاند اس مقام سے آگے اپنا سفر شروع کرتا ہے تو 18-24 گھنٹے کے بعد ہلال بننا شروع ہو جاتا ہے۔ ہلال کے بننے میں چاند کے سفری زاویہ کا بہت اہم دخل ہوتا ہے۔ 10 درجے کے زاویے پر ہلال کی ترتیب کا آغاز ہو جاتا ہے۔



”اوپر دی گئی تصویر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقام ’الف‘ میں چاند زمین اور سورج کے بالکل درمیان صفر درجہ کا زاویہ بنا رہا ہے۔ جب زمین اور چاند اپنے مدد میں سفر کرتے ہوئے مقام ’ب‘ پر پہنچتے ہیں تو آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ چاند 360 درجے کا فاصلہ طے کرنے کے بعد بھی اُس مقام سے پیچھے ہے جہاں آکر چاند کو زمین اور سورج کے درمیان صفر درجے کا زاویہ بنانا ہے۔ لہذا مقام ’ج‘ پر پہنچ کر دوبارہ نئے چاند کی تشکیل ہوتی ہے۔“



ج



ب



الف

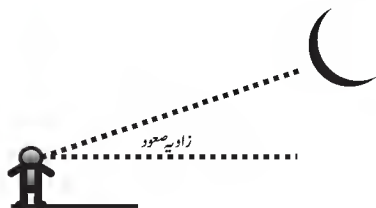
”اوپر دی گئی تصویر ’الف‘ میں چاند زمین اور سورج کے درمیان صفر درجہ پر موجود ہے۔ جب کے تصویر ’ب‘ میں چاند تقریباً 12 درجے کا فاصلہ طے کر چکا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ چاند پر ہلال کی ترتیب شروع ہو چکی ہے۔ تصویر ’ج‘ میں دیکھا جاسکتا ہے کہ چاند تقریباً 25 درجے کا فاصلہ طے کر چکا ہے اور ہلال کی موٹائی پہلے سے بڑھ چکی ہے۔“

زمین پر ایک دن اور رات 24 گھنٹوں کا ہوتا ہے۔ تقریباً 12 گھنٹے کی رات اور 12 گھنٹے^[14] کا دن۔ کہیں پر کم، کہیں پر زیادہ۔ دراصل زمین دو مداروں میں گردش^[15] کر رہی ہے۔ ایک سورج کے گرد، دوسرا اپنے ہی گرد۔ زمین سورج کے گرد اپنا ایک چکر 365.25 دنوں میں مکمل کرتی ہے۔

جبکہ زمین کا اپنے گرد ایک چکر 24 گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے۔ لیکن چاند پر دن اور رات 24 گھنٹے کے نہیں، بلکہ چاند کا ایک دن اور ایک رات تقریباً 14.8 دن کا ہوتا ہے۔ یعنی 14.8 دن کا دن اور 14.8^[16] دن کی رات۔ جب چاند صفر درجہ کے زاویہ پر آتا ہے تو چاند کا جو حصہ زمین کے سامنے ہوتا ہے تو وہاں پر رات ہوتی ہے اور چاند کی پشت پر دن کا وقت۔ اسی طرح جب چاند صفر درجے سے آگے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے تو وہ حصہ جو زمین کی طرف ہے وہاں پر دن کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور پشت کی طرف رات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور جب چاند 14 دن کے بعد 180 درجے کا فاصلہ طے کرتا ہے تو چاند کے اُس حصے پر مکمل دن چھا جاتا ہے۔ اسی چاند کو ہم بدر^[17] کہتے ہیں، اس مثال کو آپ بخوبی سمجھ سکیں گے، اگر آپ ایک فٹ بال ہاتھ میں لیں اور اُس کو بالکل اپنے چہرے کے سامنے کر لیں۔ اب آپ کو صرف فٹ بال کا سامنے والا حصہ نظر آئے گا۔ آپ فٹ بال کی پشت کو اُسی وقت دیکھ سکیں گے جب آپ فٹ بال کو گھمائیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جب چاند زمین اور سورج کے درمیان آتا ہے تو سورج سے آنے والی روشنی چاند کی پشت پر پڑتی ہے۔ جبکہ چاند کا وہ حصہ جو زمین کی طرف ہوتا ہے اُس پر اندھیرا ہوتا ہے۔

چاند جب نئے چاند سے ہلال کی صورت میں آتا ہے تو یہ وہ کیفیت ہوتی ہے جب اس کو زمین پر دیکھا جاسکتا ہے۔ زمین پر چاند کو دیکھے جانے کے پیچھے چند عوامل ہوتے ہیں۔

1- مشاہدہ کرنے والے کا مقام۔



2- زاویہ صعود (Angle of Elevation)

(جب زمین سے بلندی کی طرف دیکھا جائے تو جو بھی زاویہ بنتا ہے اُس کو زاویہ صعود کہتے ہیں)۔

3- افق (Sky) پر چاند کی بلندی۔

4۔ شفق [18][19] (وہ سُرخِ جو طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب کے بعد آسمان پر موجود ہوتی ہے)۔

5۔ غروب آفتاب کا وقت۔

6۔ طلوع و غروب مہتاب (Moon) کا وقت۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ 10 درجے یعنی 17 گھنٹے [20] کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہی چاند ہلال کی شکل اختیار کرتا ہے۔ لیکن کئی دفعہ افق پر چاند کی بلندی بہت کم ہوتی ہے جس کے باعث چاند شفق میں دب جاتا ہے اور باوجود اس کے کہ چاند 20-30 منٹ افق پر موجود ہوتا ہے، ہم اس کو دیکھ نہیں پاتے۔ بعض اوقات مشاہدہ کرنے والے کا مقام اور زاویہ صعود میل نہیں کھاتا۔ اور بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ چاند کے غروب اور سورج کے غروب کے اوقات میں وقت بہت کم ہوتا، جس کے باعث شفق میں چاند دب جاتا ہے، اور جب تک شفق کی سُرخِ ختم ہوتی ہے چاند غروب ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بات مد نظر رہے کہ ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے کہ چاند 10 درجے کے زاویے پر نظر آجائے۔ عموماً چاند 10 درجے سے زیادہ زاویہ پر ہی نظر آتا ہے۔ یعنی 11-12 درجے یا اس سے زیادہ۔ یہ بات بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ کئی دفعہ چاند 17-35 گھنٹے تک بھی نظر نہیں آتا۔ 35 گھنٹے تک چاند تقریباً 18 درجہ کا فاصلہ طے کر چکا ہوتا ہے۔ اور ہلال کی موٹائی 10 درجہ کے مقام پر موجود چاند سے زیادہ ہو جاتی ہے، یا دوسرے الفاظ میں 35 گھنٹے بعد چاند کا وہ حصہ جو زمین کے سامنے ہوتا ہے اُس کے تھوڑے زیادہ حصے پر دن نکل آتا ہے۔ لہذا زمین پر اُس کے دیکھے جانے کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے۔ لیکن افق پر کافی نیچے ہونے کی وجہ سے چاند ہمیں نظر نہیں آتا۔

چونکہ زمین اپنے ہی مدار میں مشرق سے مغرب کی جانب گردش کر رہی ہے اس لئے [21][22] یہ بھی



ایک سائنسی حقیقت ہے کہ اگر دنیا کے کسی حصے میں ہلال نظر آجائے تو اُس علاقے کے مغرب میں موجود تمام علاقوں میں وہ ہلال نظر آنے کے امکانات سو فیصد کے

السحة الإلكترونية	السحة الورقية	الأكثر قراءة	الاعلانات المصورة	وطائف
-------------------	---------------	--------------	-------------------	-------

اكتشف عالم التداول
الأسهم السعودية

الاقتصادية

تابع @aleqtisadiyah

الاقتصادية

www.aleqt.com

الأخبار	أسواق المال	تقارير مطبوعة	عقارات	فيلن شمل تلغرام	الرأي	الرياضة	الاصحاحات	التس	الأخيرة
---------	-------------	---------------	--------	-----------------	-------	---------	-----------	------	---------

البحث في الموقع

الطبعة: 1432/05/1 هـ الموافق 05 أبريل 2011 العدد 6385

mm/dd/yyyy

آخر الأخبار الملك برضى اصباح مهرجان الحداثة الأربعة بعد الغادم

قریب ہوتے ہیں۔ اب اگر ایران میں ہلال کی رؤیت جمعہ کی رات کو ہوتی ہے، تو ایران کے مغرب میں جتنے بھی ممالک موجود ہیں، مثلاً سعودی عرب، عراق، شام، لبنان، فلسطین مراکش وغیرہ، ان تمام ممالک میں سورج ایران کے بعد غروب ہو گا اور امریکہ کے کئی علاقوں میں تو گیارہ گھنٹے بعد غروب ہو گا، اس حساب سے چاند کی عمر بڑھ چکی ہو گی اور چاند کے ان علاقوں میں نظر آنے کے امکانات میں بھی کئی گنا تک اضافہ ہو چکا ہو گا۔

یہ ایک غلط فہمی ہے جو تقریباً تمام افراد میں پائی جاتی ہے کہ خلیجی ریاستوں میں چاند ہمیشہ پاکستان



سے پہلے نظر آتا ہے۔ یہ ایک غلط نظریہ ہے۔ اس بات کے امکانات ہمیشہ موجود رہتے ہیں کہ چاند پاکستان میں خلیجی ریاستوں سے پہلے نظر

آجائے۔ اس کا انحصار چاند کی پیدائش (نیا چاند) کے وقت، چاند کی زمین کے گرد گردش، زمین

السعة الإلكترونية	السعة الورقية	الأكثر قراءة	الاعلانات الممولة	تسجيل دخول
-------------------	---------------	--------------	-------------------	------------

الاقتصادية

تابع @aleqtasadiya

الاولى	آخر الأخبار	أسواق وأرقام	أخبار	عقارات	FINANCIAL TIMES	الرأي	الرياضة	الثقافة	السياسة	التنظيم الأخيرة
--------	-------------	--------------	-------	--------	-----------------	-------	---------	---------	---------	-----------------

الجمعة 01 صفر 1435 هـ الموافق 05 ديسمبر 2013 العدد 7360

الرجاء

آخر يوم التردد

کی سورج کے گرد گردش، سورج اور چاند کے غروب کے وقت پر ہے۔ اس کی ایک مثال ان دو اخباری تراشیدوں سے واضح ہے۔ ایک تراشیدہ پاکستانی جریدہ ایکسپریس^[23] کا ہے جب کہ دوسرا تراشیدہ سعودی جریدہ الاقتصادية^[24] کا ہے۔ دونوں تراشیدوں سے واضح پتہ چل رہا ہے کہ 5 اپریل 2011 کو دونوں ممالک میں جمادی الاول کا مہینہ ایک ساتھ شروع ہوا۔ اس طرح 5 دسمبر 2013 کو دونوں ممالک میں صفر المظفر کا مہینہ ایک ساتھ شروع ہوا۔

یہاں تک میں نے جو بحث کی اُس سے بہت سے افراد چاند کی بنیادی سائنس سے واقف ہو چکے ہوں گے، اور بہت سے ایسے سوالات جو ذہن میں گردش کرتے ہیں، اُن کے جوابات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اب آگے ایک بہت ہی اہم نکتہ پر میں اپنی بحث کا آغاز کر رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ کیا واقعی اسلام میں مختلف علاقوں میں مختلف دن قمری مہینہ کے آغاز و اختتام کا اعتبار ہے؟

اختلاف مطلع

بعض فقہاء کرام مختلف علاقوں میں مختلف دن ہونے والی عید پر اختلاف مطلع کو دلیل بناتے ہیں۔ اختلاف مطلع کو اگر میں آسان الفاظ میں بیان کروں تو اس کا آسان ترین مفہوم اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ، ایک شہر کی اندرونی حدود پر نظر آنے والا آسمان اُس شہر کا مطلع کہلائے گا۔ اور اس شہر سے باہر کا علاقہ اور آسمان ایک الگ مطلع کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اسی کو اختلاف مطلع کہتے ہیں۔ مگر بہت سے فقہاء نے کہا ہے کہ اختلاف مطلع کی حد اُس جگہ سے ہوتی ہے جہاں سے آپ کے لیے نماز قصر^[25] کرنا ضروری ہے۔ اور کچھ فقہاء کرام نے اس کی حد^[26] [27] [28] 500 میل سے زائد کی دوری کو بتایا ہے۔

اختلاف مطلع پر فقہاء کرام کے درمیان تین آرا موجود ہیں۔

1- اختلاف مطلع معتبر ہے۔ یعنی ایک شہر یا قصبہ کی رویت دوسرے شہر یا قصبہ کے لیے معتبر نہیں۔ اس کو مزید آسان الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اگر کراچی میں چاند نظر آجاتا ہے تو لاہور والوں کو اُس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک لاہور میں بھی چاند نظر نہیں آجاتا، بصورت دیگر لاہور میں اگلے دن چاند کی تیس تاریخ ہوگی اور کراچی میں چاند کی یکم تاریخ۔

2- اختلاف مطلع معتبر نہیں۔ یعنی ایک شہر یا قصبہ کی رویت دوسرے شہر یا قصبہ کے لیے معتبر ہے۔ اس کو آسان الفاظ میں اس طرح بیان کروں گا کہ، اگر کراچی میں چاند نظر آجاتا ہے اور لاہور میں چاند نظر نہیں آتا تو لاہور والے کراچی میں ہو جانے والی رویت کی بنیاد پر اگلے مہینے کا آغاز کریں گے۔

3۔ بلاد بعیدہ (Distant Areas) میں اختلاف مطلع معتبر ہے لیکن بلاد قریبہ (Nearest Areas) میں اختلاف مطلع معتبر نہ ہے۔ یعنی شیخوپورہ کے لیے لاہور کی رویت قابل قبول ہے، مگر ملتان کے لیے لاہور کی رویت قابل قبول نہیں ہے۔

وہ افراد جو یہ کہتے ہیں کہ اختلاف مطلع معتبر ہے ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور فقہاء کرام کی اکثریت ان کے اس قول سے اتفاق نہیں کرتی۔ یہ لوگ اختلاف مطلع کے معتبر ہونے کے جواز کے طور پر کریب سے روایت کردہ ایک حدیث کو پیش کرتے ہیں۔ جس میں ابن عباسؓ نے مدینہ سے باہر سے آئی ہوئی شہادت کو رد کر کے مدینہ میں چاند کے نظر آنے یا نہ آنے کی بنیاد پر عید کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا۔

صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مرکوز ہے،

عن کریب ان ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثتہ الی معاویہ بالشام فقال فقدمت الشام فقضیت حاجتها و استمهل علی رمضان و انا بالشام فرایت الهلال لیلة الجمعة ثم ذکر الهلال المدینة فی اخر الشهر فسالنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثم ذکر الهلال فقال متی رایتم الهلال فقلت رایناہ لیلة الجمعة فقال انت رایتہ فقلت نعم وراہ الناس وصاموا و صام معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لکنا رایناہ لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلاثین اونراہ فقلت اولا تکتفی برویة معاویہ و صیامہ فقال لا ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ

[29]

”کریب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام الفضلؓ بنت حارث (والدہ ابن عباسؓ) نے انھیں معاویہؓ کی طرف بھیجا۔ کریبؓ فرماتے ہیں: میں شام پہنچا اور ان کا (ام الفضلؓ کا) کام سرانجام دیا اور مجھ پر رمضان کا مہینہ آن پہنچا۔ میں نے جمعہ کی شام کو چاند دیکھا اور رمضان کے اواخر میں

مدینہ واپس پہنچا۔ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے شام کے بارے میں دریافت کیا پھر چاند کا ذکر بھی آیا۔ تو انہوں نے پوچھا: ”تم لوگوں نے چاند کب دیکھا؟“ میں نے کہا: ”ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا“ انہوں نے کہا: ”کیا تم نے خود دیکھا؟“ میں نے کہا جی ہاں، اور لوگوں نے بھی دیکھا اور امیر معاویہ سمیت سب لوگوں نے روزہ رکھا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: مگر ہم نے ہفتے کو دیکھا، چنانچہ ہم تیس دن پورے کریں گے یا پھر چاند کو خود دیکھ لیں۔ میں نے پوچھا: ”کیا آپ کے لئے امیر معاویہؓ کا چاند دیکھنا اور روزے رکھنا کافی نہیں؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا“

ان اصحاب نے اس حدیث سے یہ حکم اخذ کیا کہ چونکہ حضرت ابن عباسؓ نے مدینہ سے باہر سے آئی ہوئی روایت کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بنیاد پر تسلیم نہیں کیا، لہذا اختلاف مطلع معتبر ہے اور اسی بنیاد پر کچھ اصحاب نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطلع معتبر ہے۔ چونکہ دمشق اور مدینہ کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ہے اسی بنیاد پر ابن عباسؓ نے اختلاف مطلع کو جائز قرار دیا۔ ان اصحاب کا یہ کہنا کہ ابن عباسؓ نے یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث ”صوموا لرویتہ و افطروا لرویتہ“^[30] ”اس چاند کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور اس چاند کے دیکھے جانے پر افطار کرو“ کی بنیاد پر دیا۔

میں ان اصحاب کی اس رائے سے قطعی اتفاق نہیں کرتا۔ کیوں کہ کتب حدیث میں ایسی کوئی حدیث موجود نہیں جس میں اس بات کی وضاحت ہو سکے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اختلاف مطلع کو جائز قرار دیا ہو۔ اگر میں یہ بات تسلیم کر لوں کہ ابن عباسؓ نے ذاتی اجتہاد کی بنیاد پر اختلاف مطلع کو معتبر قرار دیا ہو تو، ابن عباسؓ کا یہ اجتہاد خود نہ صرف انہی کی روایت کردہ بلکہ کتب احادیث میں موجود مختلف اصحاب کرامؓ سے روایت کردہ احادیث سے بھی منافی ہے۔

ابو عمیر انسؓ بن مالک سے روایت ہے،

غم علینا ہلال شوال فاصبحنا صیام فجاء رکب من آخر النهار فشهدوا عند النبی ﷺ انہم راوا الهلال بالامس فامرهم رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم ان یفطروا ثم یخرجو لعیدہم من الغد^[31]

”ہمیں شوال کا چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آ سکا لہذا ہم اگلے دن روزے سے رہے۔ لیکن دن کے آخری حصے میں چند مسافر مدینہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شہادت دی کہ انہوں نے گزشتہ رات چاند دیکھ لیا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روزہ توڑنے اور اگلے روز عید کے لیے نکلنے کا حکم دیا“

عن ابن عمر قال تری ای الناس الهلال فاخبرت رسول اللہ ﷺ انی رایته فصام وامر الناس بصیامہ^[32]

”ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ لوگ چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے روزہ رکھ لیا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا“

عن ربیع بن حراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان فقدم اعرابی ان فشہدا عندا النبی ﷺ باللہ لاہلا الهلال امس، عشیۃ، فامر رسول اللہ ﷺ الناس ان یفطروا زاد خلف فی حدیثہ وان بغدوا الی مصلاہم^[33]

”ربیع بن حراشؓ اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہو گیا۔ تو دو اعرابی آئے انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی

گو اہی دی اور کہا کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کہا کہ روزہ افطار کر لیں۔ اور خلف بن ہشام کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلے دن صبح کو عید گاہ جائیں گے“

عن عكرمة انهم شكوا في هلال رمضان مرة فارادوا ان لا يقوموا ولا يصوموا، فجاء اعرابي من الحرة فشهد انه رأى الهلال فأتى به النبي صلى الله عليه وسلم فقال اتشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله؟ قال نعم وشهد انه رأى الهلال، فامر بلا لا فنادى في الناس ان يقوموا و ان يصوموا^[34]

”عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک بار رمضان کے چاند کے بارے میں شک ہو گیا پس انہوں نے ارادہ کیا کہ نہ قیام کریں اور نہ روزہ رکھیں۔ تو حرہ کی طرف سے ایک اعرابی آیا اس نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں اور شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تب آپ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ رات کو قیام کریں اور صبح کو روزہ رکھیں“

ابن عباسؓ سے روایت کردہ احادیث بیان کرنے سے پہلے میں کرب سے روایت کردہ حدیث کو دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ پہلے یہی حدیث صحیح مسلم، ابو داؤد، نسائی سے روایت کی گئی تھی اور اب میں اس کو جامع ترمذی سے روایت کروں گا۔

عن كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل على هلال رمضان وانا بالشام فراينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في آخر الشهر فسألني ابن عباس ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال؟ فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال انت رأيته ليلة الجمعة؟ فقلت راه

الناس وصاموا و صام معاوية فقال لكن رايناها ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين يوما اونزاه فقلت اولا تكتفى بروية معاوية و صيامه؟ فقال لا هكذا

امرنا رسول الله ﷺ عليه وسلم [35]

”کریب سے روایت ہے کہ ام الفضل بنت حارث (والدہ ابن عباسؓ) نے انہیں حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ میں شام گیا اور اپنے کام سے فارغ ہوا تو رمضان کا چاند شام میں ہی ہوا۔ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا، پھر رمضان کے آخر میں، میں مدینہ واپس آیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے حال احوال دریافت کیا پھر چاند کا ذکر آیا تو پوچھا تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا ہم نے چاند جمعہ کی رات کو دیکھا۔ پوچھا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا، فرمایا ہم نے ہفتہ کی رات کو دیکھا اس لئے ہم تو اپنے حساب سے تیس روزے پورے کریں گے الا یہ کہ خود انیتس کا چاند دیکھ لیں، میں نے کہا کیا آپ حضرت معاویہؓ کی رویت اور روزہ رکھنے کو کافی نہیں سمجھتے؟ فرمایا نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے“

صحیح مسلم سے روایت کردہ الفاظ اور جامع ترمذی سے روایت کردہ الفاظ میں واضح فرق ہے۔ جو افراد عربی سمجھتے ہیں وہ اس فرق کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن میں مفصل بحث میں جانے کی بجائے صرف ایک نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ صحیح مسلم سے روایت کردہ حدیث میں ابن عباسؓ کریب سے پوچھتے ہیں ”انت رایتہ“ ”کیا تم نے خود دیکھا“ کریب جواب دیتے ہیں ”نعم وراہ الناس وصاموا و صام معاوية“ ”جی ہاں، اور لوگوں نے بھی دیکھا اور امیر معاویہؓ سمیت سب لوگوں نے روزہ رکھا“ جبکہ جامع ترمذی میں یہ الفاظ کچھ اس طرح آئے ہیں، ابن عباسؓ کریب سے سوال کرتے ہیں ”انت رایتہ لیلة الجمعة“ ”کیا تم نے خود جمعہ کی رات کو

دیکھا“ کریب جواب دیتے ہیں ”راہ الناس وصاموا و صام معاویہ“ ”لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اور امیر معاویہؓ نے بھی رکھا“

جامع ترمذی میں آئے یہ الفاظ اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے کریب کی اس خبر کو صرف اس بنیاد پر رد کیا اور مدینہ کی روایت کو معتبر جانا کیوں کہ کریب شام میں چاند کے نظر آنے کی خبر دے رہے تھے۔ انہوں نے خود چاند نہ دیکھا تھا۔ اسی بنیاد پر حضرت ابن عباسؓ نے اُن سے سوال کیا کہ کیا تم نے خود چاند دیکھا، تو انہوں نے کہا کہ لوگوں نے چاند دیکھا اور روزہ رکھا۔ اس لیے کریب کی حیثیت منجر کی تھی نہ کہ شاہد کی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ سے روایت کردہ ان احادیث سے واضح ہے۔

عن ابن عباس قال جاء اعرابی الى النبی ﷺ فقال انی رايت الهلال فقال
اتشهد ان لا اله الا الله اتشهد ان محمداً رسول الله قال نعم قال يا بلال اذن فی
الناس ان یصوموا غدا [36]

”ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اس اعرابی نے کہا، ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اے بلالؓ لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں“

اسی طرح ابن عباسؓ سے ہی روایت کردہ ایک حدیث امام سرخسی نے اپنی کتاب المبسوط میں درج کی ہے۔

ان الناس اصبحوا يوم الشك على عهد رسول الله ﷺ فقد اعرابي و
 شهد برؤيته الهلال فقال رسول الله ﷺ اشهد ان لا اله الا و انى رسول
 الله ﷺ فقال نعم فقال رسول الله ﷺ عليه وسلم الله اكبر يكفى المسلمين
 احدهم فصام و امر الناس بالصيام^[37]

”مسلمانوں نے صبح کا روزہ نہ رکھا کیونکہ انہیں چاند نظر نہ آیا۔ پھر ایک بدو آ پہنچا اور اس بات کی
 شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات کی گواہی
 دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، بدو نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ
 نے فرمایا، اللہ اکبر تمام مسلمانوں کے لئے ایک شخص کی گواہی کافی ہے، پس آپ ﷺ نے روزہ
 رکھا اور تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا“

ان دونوں احادیث کی خاص بات یہ ہے کہ یہ دونوں احادیث ابن عباسؓ سے روایت کردہ ہیں اور
 ان دونوں احادیث میں یہ امر واضح ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ایک شخص کی شہادت پر
 مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ابن عباسؓ یہ حکم جانتے تھے اسی لئے ابن عباسؓ نے کرب کی
 خبر کو صرف خبر ہونے کی بنیاد پر رد کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ہمیں اسی طرح حکم فرمایا
 ہے۔ یعنی اگر کسی شخص نے خود چاند دیکھا ہو اور وہ اس بات کی شہادت دے تو اس ایک شخص کی
 شہادت کی بنیاد پر روزہ رکھو۔

علامہ شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار^[38] میں اس روایت کی یوں تشریح کی ہے کہ ”ہكذا
 أمرنا رسول الله ﷺ عليه وسلم یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اسی طرح حکم دیا ہے۔ اس سے
 بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے کہ ایک علاقہ کے
 لوگوں کے لیے دوسرے علاقہ کی رویت پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ دراصل یہ ابن عباسؓ کا اپنا

اجتہاد ہے جسے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حجت تو مرفوع حدیث ہوتی ہے اور ابن عباس نے جو یہ کہا ہے کہ ہکذا أمرنا رسول اللہ ﷺ تو اس ہکذا کا مشار الیہ ان کا وہ قول ہے جس میں انہوں نے بیان کیا: فلا نزال نصوص حتی نکمل ثلاثین^[39] ’ہم روزے رکھتے ہی رہیں گے حتی کہ تیس پورے کریں‘ ابن عباسؓ کا یہ قول دراصل رسول خدا ﷺ کے اس حکم کی روشنی میں ہے جس کو بخاری اور مسلم نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروہ حتی فإن غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین^[40] ’چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو اور نہ دیکھے بغیر افطار کرو، اگر بادل یا غبار کی وجہ سے چاند پوشیدہ ہو تو پھر تیس روزے پورے کرو‘۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کا یہ حکم کسی ایک علاقہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس حکم کا مخاطب ہر وہ مسلمان ہے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لیے حدیث سے یہ استدلال کرنا زیادہ واضح ہے کہ ایک اہل بلد کی رویت دوسرے اہل بلد کے لیے معتبر ہے۔ بہ نسبت اس استدلال کے کہ ایک اہل بلد کی رویت دوسرے اہل بلد کے لیے قابل قبول نہیں۔ کیونکہ جب کسی علاقہ کے لوگوں نے چاند دیکھا تو گویا مسلمانوں نے چاند دیکھا ہے چنانچہ جو بات چاند دیکھنے والے مسلمانوں پر لازم آتی ہے وہی دوسرے مسلمانوں پر لازم آتی ہے۔“

اگر اس امر کو حقیقت بھی مان لیا جائے کہ بلاد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ابن عباسؓ نے رویت کو تسلیم نہیں کیا اور یہ ابن عباسؓ کا اجتہادی عمل تھا تو یہ امر مسلم ہے کہ ابن عباسؓ کا اجتہاد مرفوع حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں بن سکتا۔ امام شوکانی اپنی رائے کا مزید اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’رویت ہلال کے بارے میں قابل اعتماد وہی بات ہے جو مالکیہ اور زیدیہ کی ایک جماعت نے اختیار کی ہے۔ مہدی نے ان سے اور قرطبی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ جب ایک اہل بلد چاند کو دیکھ لیں تو تمام اہل بلاد پر اس کا اعتبار لازم ہو جاتا ہے‘^[41]۔ میں بھی اسی رائے

کو اختیار کرتا ہوں، کیونکہ ایک صحابی کا قول حکم شرعی نہیں، جب تک کہ صحابہؓ کا اس پر اجماع نہ ہو جائے۔

یہاں سے ثبوت ہلال کے متعلق ایک واضح اصول مرتب ہوتا ہے جس کو فقہاء کرام اپنی کتب میں درج کر چکے ہیں۔^[42]

1۔ اگر مطلع صاف ہو اور چاند دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہ ہو تو رمضان اور عید دونوں کے چاند کے لئے بہت سے لوگوں کی شہادت ضروری ہے جن کی خبر سے قریب قریب یقین ہو جائے کہ چاند ہو گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی ثقہ مسلمان باہر سے آیا ہو یا کسی بلند جگہ سے آیا ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

2۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو رمضان کے چاند کے لئے صرف ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ لیکن عید کے چاند کے لئے یہ شرط ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں کہ انہوں نے خود چاند دیکھا ہے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ یہ گواہ لفظ ”اشہد“ کے ساتھ گواہی دیں۔

لہذا اوپر کی گئی تمام بحث اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ اختلاف مطلع کسی حال میں بھی معتبر نہیں ہے۔ یہی بات مختلف اہل رائے حضرات فرماتے ہیں، جیسے،

فتاویٰ دارالعلوم^[43] دیوبند جلد 6 صفحہ 385 اور 386 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ فقہ احناف کے نزدیک اختلاف مطلع کا کوئی اعتبار نہیں، اہل مشرق کی روایت اہل مغرب پر اور اہل مغرب کی روایت اہل مشرق پر ماننا لازم ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم میں ایک اور مقام پر آتا ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رویت ثابت ہو جائے اگرچہ ہزاروں کوس پر ہو تو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کرنے اور اس کے موافق ہو جائے گا۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد 6 صفحہ 380)

دُرِّ مختار^[44] جو کہ فقہ احناف کی مستند کتاب ہے اس میں آتا ہے کہ ”مطلع کے مختلف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر مغربی ممالک والے چاند دیکھ لیں تو مشرقی ممالک والوں کو اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے“ (دُرِّ مختار جلد 1 صفحہ 149)

مولانا رشید احمد گنگوہی^[45] لکھتے ہیں ”اگر کلکتہ میں چاند جمعہ کی رات کو نظر آیا اور مکہ میں خمیس (جمعرات) کی رات کو اور کلکتہ والوں کو پتہ نہ چل سکا کہ مکہ میں رمضان جمعرات سے شروع ہو چکا ہے تو جب بھی ان کو پتہ چلے گا ان کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضا کریں“ (کو کب دُرِّ ہی، شرح ترمذی شریف: صفحہ 336)

مفتی اعظم کفایت اللہ^[46] صاحب اپنی کتاب تعلیم الاسلام میں یہی بات لکھتے ہیں البتہ انہوں نے کلکتہ کی بجائے بمبئی اور برما کی مثال دی ہے، ملاحظہ کیجئے تعلیم الاسلام جلد 4 روزے اور چاند کی بابت سوال پر فتویٰ۔

مولانا امجد علی^[47] بہار شریعت میں لکھتے ہیں ”ایک جگہ چاند ہو تو وہ صرف وہیں کے لئے نہیں بلکہ تمام جہاں کے لئے ہے“ (بہار شریعت جلد 2 صفحہ 108)

مولانا احمد رضا خان بریلوی^[48] لکھتے ہیں ”ہمارے آئمہ کے مذہب صحیح معتمد میں دربارہ ہلال رمضان و عید فاصلہ کا اصلاً اعتبار نہیں ہے، مشرق کی رویت مغرب والوں پر حجت ہے“ (فتاویٰ رضوی جلد 4 صفحہ 568)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب [49] اپنی تصنیف ”دین کی باتیں“ میں فرماتے ہیں: ”ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے مشرق میں رہنے والوں کو پہنچ جائے تو اُن پر اُس دن کا روزہ ضروری ہو گا (دین کی باتیں: صفحہ 182)

امام بن تیمیہ [50] فرماتے ہیں ”خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو روزہ رکھنے یا قربانی کے لئے صحیح وقت پر چاند کے دکھ جانے کا علم ہو جائے تو اسے پھر اسی رویت کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اسلام کی نصوص اور سلف کی روایات کا یہی منشاء ہے۔ اس رویت کو کسی فاصلہ یا کس ملک میں قید کرنا شریعت کے بھی خلاف ہو گا اور عقل کے بھی۔ (فتاویٰ: جلد 5 صفحہ 111)

فتاویٰ عالمگیری [51] میں لکھا ہے ”اگر گو اہوں نے رمضان کی انیتس تاریخ یہ گواہی دی کہ ہم نے تمہارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا تو اگر وہ اسی شہر کے لوگ ہیں تو امام ان کی گواہی قبول نہ کرے کیونکہ انہوں نے واجب کو ترک کیا اور اگر کہیں دور سے آئے ہیں تو اُن کی گواہی جائز ہوگی اس لئے کہ ان کے ذمہ تہمت نہیں ہے“

فتاویٰ عالمگیری میں ہی فقیہ ابو اللیث [52] اور شمس الائمہ حلوانی کا یہ قول نقل ہے کہ ”اہل مغرب کے رمضان کا چاند دیکھنے سے اہل مشرق پر روزہ واجب ہو جاتا ہے“

رد المحتار علی الدر المختار میں علامہ شامی [53] لکھتے ہیں ”اختلاف مطلع کے غیر معتبر ہونے پر ہمارا بھی اعتماد ہے اور مالکی اور حنبلیوں کو بھی“

علامہ جزری [54] لکھتے ہیں ”تین اماموں کے نزدیک اختلاف مطلع کا کوئی اعتبار نہیں ہے“ (فقہ المذاہب الاربعہ جلد 1 صفحہ 550)

اوپر ہوئی بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اختلاف مطلع کسی بھی صورت معتبر نہیں لہذا احادیث رسول ﷺ اور اقوال فقہاء سے یہ امر واضح ہو رہا ہے کہ دنیا میں کسی بھی مقام پر چاند نظر آجانے اور اُس کے شہادت موصول ہو جانے پر تمام مسلمانوں پر اُس چاند کی رویت ہو جاتی ہے۔ دوسری جانب جو اصحاب اختلاف مطلع کو معتبر قرار دیتے ہیں وہ فطری طور پر خود بھی اس کے غیر معتبر ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ افراد جو یہ کہتے ہیں کہ بلاد بعیدہ میں تو اختلاف مطلع معتبر ہے لیکن بلاد قریبہ میں نہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کن علاقوں کو بلاد بعیدہ کہیں گے اور کن کو بلاد قریبہ۔ امام نوویؒ یہ کہتے ہیں کہ جہاں سے نماز قصر ہو سکے اس سے پہلے کا علاقہ بلاد قریبہ ہے۔ اور کچھ اصحاب نے ایک ماہ کی مسافت یعنی تقریباً 500 میل کی دوری کو بلاد بعیدہ گردانا ہے۔ اگر ان کے اس قول کو دُرست مان لیا جائے تب یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ملتان اور کراچی کے مابین تقریباً 550 میل کا فاصلہ ہے، کراچی اور لاہور کے مابین تقریباً 750 میل کا فاصلہ ہے، کوئٹہ اور لاہور کے مابین تقریباً 600 میل کا فاصلہ ہے، کراچی اور اسلام آباد کے مابین تقریباً 900 میل کا فاصلہ ہے، اور کراچی اور سکردو کے مابین تقریباً 1300 میل کا فاصلہ ہے۔ بلاد بعیدہ کا اختلاف مطلع ان علاقوں کے لیے معتبر کیوں نہیں ہوتا جب کہ پاکستان کے شمالی حصہ میں موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے جب کے جنوبی ساحلی پٹی پر چاند نظر آجائے۔ اس موقع پر کراچی کی رویت کو لاہور میں کیوں تسلیم کر لیا جاتا ہے؟ جب کہ طور خم سے جلال آباد کا فاصلہ صرف 45 میل ہے، لیکن جلال آباد کی رویت کو طور خم میں صرف اس لئے سرکاری طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا کیونکہ چاند سرحد کے اُس پار نظر آ رہا ہوتا ہے۔

تاہم یہی اصحاب پاکستان میں کسی بھی مقام پر نظر آجانے والے چاند کو پورے پاکستان کے لئے کافی قرار دیتے ہیں۔ سعودی عرب کی رویت ہلال کمیٹی سعودی عرب میں نظر آجانے والے ہلال کو پورے سعودی عرب کے لئے کافی قرار دیتی ہے۔ اسی طرح باقی کے ممالک۔ تو ان

علاقوں میں بلاد بعیدہ و قریبہ کا تصور کیوں ختم ہو جاتا ہے؟۔ اور اگر بلاد بعیدہ و قریبہ کے تصور سے ہٹ کر خالصتاً اختلاف مطلع کے معتبر ہونے پر بحث کی جائے تب بھی یہ اصحاب اپنے قول میں غلطی پر ہیں۔ اگر ہر شہر کی اپنی رویت ہے تب مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی کیا ضرورت؟ لہذا یہ تمام اوامر اس نکتہ پر دلالت کر رہے ہیں کہ اختلاف مطلع غیر معتبر ہے۔ اور یہی احادیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ احادیث سے واضح ہے جس میں آپ ﷺ نے مدینہ سے باہر سے آئی ہو شہادت کی بنا پر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا حکم دیا۔

عن ابی ہریرۃ یقول: قال النبی ﷺ او قال: قال ابوالقاسم علیہ وسلم صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غبی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین^[55]

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر موقوف کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو“

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لاتصوموا قبل رمضان صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان حالت دونہ غیابۃ فاکملوا ثلاثین یوما^[56]

”ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ نہ رکھو رمضان سے پہلے بلکہ روزہ رکھو چاند دیکھ کر پھر اگر حائل ہو جائے چاند پر بادل تو پورے کرو تیس دن یعنی شعبان کے یا رمضان کے“

مندرجہ بالا احادیث میں الفاظ ”صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ“ میں صوموا اور افطروا جمع کے صیغہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور یہاں خطاب، خطاب عام ہے۔ اور اس عمومی حکم کا اطلاق

صرف اُس شخص پر نہیں ہو گا جس نے چاند دیکھا بلکہ اس کا اطلاق پوری امت مسلمہ پر ہو گا۔
 احادیث میں آنے والے الفاظ ”یا بلال اذن فی الناس“ [57] ”فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس این یفطروا“ [58] ”فنادی فی الناس“ [59] میں بھی ”الناس“ پر حکم عمومی کا اطلاق ہوتا ہے نہ کہ صرف آپ ﷺ کے گرد موجود افراد پر۔ جیسے قرآن میں آئے ”یا ایہا الناس“ کا اطلاق تمام انسانوں پر ہے نہ کہ صرف اہل عرب پر۔ اس حکم کی مزید تصریح اللہ رب العزت کے اس قول سے ہوتی ہے کہ ”وان هذه امتکم امة واحدة“ [60] ”اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے۔“ اس کی مزید تصریح رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے بھی ہو رہی ہے کہ ”فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر یکفی المسلمین احدہم فصام و امر الناس بالصیام“ [61] ”آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر تمام مسلمانوں کے لئے ایک شخص کی گواہی کافی ہے، پس آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور تمام مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔“ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کسی خاص فرد یا علاقے کے لیے نہیں ہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے لئے ہیں۔ لہذا مسلمان چاہے دنیا کہ کسی خطے میں ہو دنیا میں کہیں سے بھی موصول ہو جانے والی شہادت کی بنا پر روزہ رکھے گا یا افطار کرے گا۔

فلکیاتی اندازے

کچھ اصحاب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ رویت ہلال کے لیے فلکیاتی اعداد و شمار سے مدد لی جاسکتی ہے۔ کیوں کہ یہ ایک سہل طریقہ ہے اور اس طرح نہ تو چاند کو ڈھونڈنے کی حجت کرنی پڑے گی نہ ہی کسی قسم کا اختلاف پیدا ہوگا۔ کچھ افراد یہ دلائل دیتے ہیں کہ اگر سعودی عرب فلکیاتی اعداد و شمار کا استعمال کر کے ’ام القریٰ‘ کیلنڈر بنا سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں اس قسم کا کیلنڈر بنا لیتے۔ یہاں کچھ باتیں غور طلب ہیں جن کا جاننا قارئین کے لیے ضروری ہے۔

اول: حکم شرعی^[62]

دوئم: اجتہاد

سوئم: اشیاء و افعال کا قاعدہ^[63]

چہارم: فلکیاتی اعداد و شمار پر حکم شرعی

حکم شرعی: انسانی عقل چاہے کتنے ہی علوم و فنون سے واقفیت حاصل کر لے اپنی اصل میں محدود ہی رہے گی۔ اور ایک محدود شے کسی بھی صورت ان افعال کا ادراک نہیں کر سکتی جو بعید از عقل ہیں۔ انسانی عقل ہر حال میں اس خدائے لا محدود، ازلی وابدی کے احکامات کی محتاج ہے جو خالق کل ہے۔ خدا کے یہ احکامات بطور شریعت ہمیں تفویض کئے گئے ہیں۔ لہذا عقل انسانی ہمیشہ شریعت خداوندی کے تابع ہے اور منطقی دلائل شریعت کے دلائل پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ زمانے کے بدلنے سے شریعت کے احکامات بدلا نہیں کرتے کیونکہ شریعت خداوندی تا قیامت تک کے لیے ہے۔ شرعی دلائل یعنی شرعی ماخذ فقط چار ہیں اور وہ

ترتیب کے لحاظ سے یہ ہیں: قرآن، سنت، اجماع صحابہ اور قیاس۔ وہ دلیل جس کا ماخذ یہ چار نہ ہوں قابل قبول نہیں۔

قرآن پاک کا کلام اللہ ہونا عقل سے ثابت ہے، کیونکہ اللہ نے خود اس کلام میں سب انسانوں کے سامنے یہ حجت رکھی ہے کہ وہ اس قرآن جیسی ایک سورت پیش کر دیں۔ اگرچہ یہ حجت تا قیامت تک ہے، مگر جو لوگ لغت کے ماہر تھے یعنی اس دور کے عرب قبائل، بالخصوص عرب قبائل و قریش، وہ اس جیسے بلند معیار کا کلام نہیں لاسکے تو یہ محال ہے کہ ان کے بعد کسی کے لئے یہ ممکن ہو۔

وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من
دون الله ان كنتم صدقین^[64]

”اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنالو، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلاؤ، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ“

قریش سر توڑ کوشش کے باوجود، اس معیار کا کلام پیش کرنے سے عاجز رہے جو کہ تواثر سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی آیت یا سورت کی تلاوت فرماتے تو فوراً حدیث بھی کہتے۔ جب ہم قرآن اور حدیث (متواتر) کا موازنہ کرتے ہیں تو ان میں کوئی بھی مشابہت نہیں پاتے۔ انسان اپنے اسلوب کو جتنا چاہے بدلنے کی کوشش کرے مگر تھوڑی بہت مشابہت ہمیشہ رہے گی، جبکہ قرآن اور حدیث میں ایسی کوئی مشابہت نہیں پائی جاتی۔ یہ تمام باتیں قرآن کے معجزہ ہونے کے عقلی دلائل ہیں اور اس بات کی کہ یہ کلام قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہے یعنی قرآن اللہ تعالیٰ کی نازل

کردہ کتاب ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت ہی خالق کُل کائنات ہے اور اس خالق کی طرف سے نازل کردہ تمام احکامات ہی ہمارے لئے دلیل قطعی ہیں اور اس دلیل کے مقابل منطقی دلیل باطل ہے۔ سنت اور حدیث کے ایک ہی معنی ہیں۔ سنت قرآن کی طرح ایک شرعی دلیل ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔

[65] قل انما اندرکم بالوحی

”ان سے کہہ دو کہ میں تو وحی کی بنا پر تمہیں متنبہ کر رہا ہوں“

ان یوحی الی الا انما انا نذیر مبین [66]

”مجھ کو تو وحی کے ذریعہ سے یہ باتیں صرف اس لیے بتائی جاتی ہیں کہ میں کھلا خبردار کرنے والا ہوں“

[67] وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی

”وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے“

ان تمام آیات سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف وحی سے ہی خبردار کرتے ہیں اور جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ خالص وحی ہے، یعنی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے وحی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اس لئے صرف قرآن کو لے لینا اور سنت کو ترک کرنا باطل ہے۔ جہاں تک سنت کے اتباع کا تعلق ہے تو اس کے متعلق بھی قرآن میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔

[68] وما اتمکم الرسول فخذوه وما نہکم عنه فانتهوا

”جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ“

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی“

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا
مما قضيت ويسلموا تسلياً [70]

”اے محمد ﷺ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سر تسلیم خم کر دیں“

لہذا یہ جائز نہیں کہ کوئی صرف قرآن کو اپنا ماخذ بنائے اور سنت کے اتباع سے انکار کر دے، بلکہ سنت بھی قرآن کی طرح ایک شرعی ماخذ ہے۔ نیز یہ قرآن کے مجمل کو بیان کرتی ہے، مثلاً نماز، روزہ، حج، میراث، عدالت، امارت و حکومت وغیرہ کے مسائل قرآن میں عام اور مجمل طور پر وارد ہیں جبکہ سنت میں ان کی تفصیل کو بیان کیا ہے۔ لہذا قرآن سے اگر کسی حکم کی صراحت نہیں ہوتی تب ہمیں سنت رسول کی طرف رجوع کرنا ہے۔ یہاں بھی نفس انسانی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے تابع ہو گا۔

اجماع صحابہ سے مقصود حکم شرعی کو ظاہر کرنا ہے اور اس کا ظہور ہمیشہ دلیل شرعی سے ہوتا ہے، اور شرعی دلیل یا تو قرآن ہے یا سنت اور صرف یہی وجہ ہے، اس کے علاوہ اور کچھ وجہ نہیں۔ چونکہ شرعی دلیل فقط وحی ہو سکتی ہے، اس لئے وہی اجماع معتبر ہو سکتا ہے جس سے کسی شرعی دلیل کا انکشاف ہو یعنی وحی کا انکشاف۔ اجماع کی گنجائش فقط سنت میں باقی ہے کیونکہ قرآن مکمل محفوظ ہے، لہذا اجماع سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور اقرار سے کسی شرعی دلیل کا انکشاف ہے جو حدیث کی شکل میں ہم تک نہیں پہنچی مگر اجماع کی صورت میں پہنچی ہے۔

اجماع کا امر فقط صحابہؓ سے ہی ممکن ہے، کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، سنا اور ان کی صحبت کا شرف حاصل کیا، لہذا ان کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کسی شرعی دلیل کو نقل کرنا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ صحابہؓ کا اجماع شرعی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں تک اجماع صحابہ کے دلائل کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعداء لهم جنت تجري تحتها الانهار خالدین فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم^[71]

”وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے گروہ کی مدح فرمائی ہے، اور یہ مدح بغیر کسی قید و تخصیص کے ہے جو کہ ان کی صداقت کی قطعی دلیل ہے۔ مدح اجتماعی حیثیت میں ہے نہ کہ انفرادی کیونکہ اتبعوہم صیغہ جمع کی ضمیر کے ساتھ وارد ہوا ہے نہ کہ واحد کی ضمیر کے ساتھ۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون^[72]

”ہم نے یہ قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں“

یہ آیت بھی صحابہؓ کے اجماع کی صداقت پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ عملی طور پر انہی کی جمع، نقل اور حفاظت سے قرآن ہم تک قطعی طریق سے پہنچا۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

”باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ چیز ہے“

یہ آیت اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ صحابہؓ کسی غلطی پر جمع نہیں ہو سکتے اور یہ امر ان کے اجماع کی قطعی شرعی دلیل ہے۔ اگر ان کے خطا پر اکٹھے ہونے کو مان لیا جائے تو پورے دین میں غلطی کے امکان کو ماننا لازم آئے گا اور یہ امر ناممکن ہے۔ انہی سے ہم نے اپنا دین لیا ہے اور اس کی بنیاد پر یوم قیامت میں سب کا حساب ہو گا۔ لہذا ایک صحابیؓ کا قول دلیل شرعی نہیں جب تک اجماع صحابہؓ اس پر نہ ہو۔ چنانچہ ایک صحابیؓ کا قول اس کا اجتہاد ٹھہرے گا، اور اجتہاد قابل حجت ہے جب کہ اجماع صحابہؓ دلیل شرعی ہے، اور دلیل شرعی قابل حجت نہیں ہے۔

قیاس تب ممکن ہے جب حکم شرعی کی علت نص میں موجود ہو۔ چونکہ علت قرآن، سنت اور اجماع صحابہؓ میں وارد ہوئی ہے اور یہ تمام دلائل قطعی ہیں اس لئے قیاس بذات خود ایک قطعی دلیل ہے۔ یعنی قیاس اس وقت ہے جب ان تمام ماخذ شریعہ سے کسی فعل کے متعلق حکم شرعی کی وضاحت نہ ہوتی ہو بلکہ علت پیش کرتی ہو۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ صرف شرعی قیاس کا اعتبار کیا جائے گا، عقلی قیاس قابل قبول نہیں۔ کیوں کہ عقل مسائل کی مماثلت اور مشابہت کی وجہ سے ان پر ایک جیسا حکم لگاتی ہے جبکہ اس کے برعکس شرع اکثر مختلف مسائل پر ایک ہی حکم لگاتی ہے اور مماثلت اور مشابہت کے مسائل پر مختلف احکام کا۔ مثلاً شرع سفر پر چار رکعات والی نمازوں میں قصر کا حکم دیتی ہے جبکہ دو یا تین رکعات والی نمازوں کے لئے نہیں، یہ مطلقہ کی عدت تین ماہ اور بیوہ کی چار ماہ دس دن بتاتی ہے۔ ان مسائل میں مشابہت پائی جاتی ہے، اس کے باوجود ان کے احکام مختلف ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ فقط مماثلت و مشابہت قیاس کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس کے برعکس شرع پانی اور مٹی دونوں کو طہارت کا جواز بتاتی ہے جبکہ پانی صاف کرتا ہے اور مٹی گندہ۔ اسی طرح مرتد اور زانی محصن دونوں کے لئے قتل کی سزا رکھی ہے جبکہ ان

دونوں عملوں کی کیفیت مختلف ہے۔ ان مسائل کی حقیقت مختلف ہونے کے باوجود ان پر شرع ایک ہی حکم لگا رہی ہے جو کہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ شرع میں عقلی قیاس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون۔ فاذا قضيت الصلاة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون^[74]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، شاید کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے“

اس آیت میں اذان کے وقت تجارت سے منع کیا گیا ہے، لیکن یہ آیت یہ بیان نہیں کرتی کہ کیا یہ حکم ان اوقات میں کھانے پینے، آرام کرنے یا کسی اور طرح کے مشاغل پر بھی ہے یا نہیں؟ نماز جمعہ کے وقت میں مشغولیت اس آیت میں علت ہے، کیونکہ اگر ہم اس وقت میں مشغول ہو جائیں گے تو نماز کو بھول سکتے ہیں اور نماز کا وقت گزر سکتا ہے۔ لہذا اس آیت کا اطلاق ان تمام مشاغل پر ہو گا جن کے باعث نماز جمعہ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

یہ جان لینا اور سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ شریعت کسی بھی معاملے پر خاموش نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

و نزلنا عليك الكتاب من شيء^[75]

”اور ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے“

”ہم نے اس کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی“

لہذا ایک مجتہد کسی بھی مسئلے کی متعلق شرعی ماخذ سے اجتہاد کرتا ہے۔ شارع کے خطاب سے صحیح حکم کو سمجھنا ہو تو اجتہاد ہی اس کا ذریعہ ہے۔ اور یہ اجتہاد حکم شرعی کی حیثیت رکھتا مگر قابل حجت ہے۔

اجتہاد: مسلمانوں کے فکری انحطاط نے مسلمانوں کو اجتہاد جیسے فرض کفایہ سے دور کر دیا۔ اجتہاد کے بغیر زندگی کے بارے میں اللہ کا حکم معلوم نہیں کیا جاسکتا اور یہ جانے بغیر اس پر عمل محال ہے۔ لہذا زندگی میں جدید مسائل کے شرعی احکام کے استنباط کے لئے ہر دور میں مجتہدین کا ہونا ضروری ہے۔

قوله **صلی اللہ علیہ وسلم** لماذا حينما بعثه قاضيا الى اليمن: بم تحکم؟ قال: بكتاب الله۔ قال: بان لم تجد؟ قال: بسنته رسول الله۔ قال: فان لم تجد؟ قال: اجتهد رأيي ولا آلو۔

فقال **صلی اللہ علیہ وسلم** الحمد لله الذي وفق رسول الله لما يرضى الله ورسوله [77]

”رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن میں قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا: کس چیز کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ نے فرمایا: اللہ کی کتاب کے مطابق۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اگر اس میں نہ ملے تو؟ فرمایا: رسول اللہ کی سنت کے مطابق۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اگر اس میں نہ ملے تو؟ فرمایا تو میں اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تعریف اس اللہ کی جس نے رسول کے پیامبر کو ایسی ہدایت دی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوا“

صحابہ کرام کے زمانے میں مسلمان بذات خود کتاب و سنت سے احکام شرعیہ کو اخذ کیا کرتے تھے۔ حکمران بھی امیر المومنین سے لے کر والیوں تک، حکومت کے دوران پیش آنے والی کسی بھی مشکل کو حل کرنے کے لئے بذات خود احکام شرعیہ کو مستنبط کیا کرتے تھے۔ ابو موسیٰ اشعرئٰی اور شریحؒ دونوں قاضی تھے۔ یہ دونوں احکام کا استنباط کیا کرتے تھے اور اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرتے تھے۔ معاذؓ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں والی تھے۔ یہ بھی احکام کا خود استنباط کرتے تھے اور اپنی ولایت میں اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ اسی طرح ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی اپنی خلافت میں احکام کا بذات خود استنباط کرتے تھے اور اپنے اپنے استنباط کردہ احکامات کے مطابق لوگوں پر حکومت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح معاویہؓ اور عمرؓ بن العاص والی تھے یہ دونوں بھی احکام کا استنباط کیا کرتے تھے اور اپنی اپنی ولایت میں اپنے اجتہاد سے استنباط کردہ احکامات کے مطابق لوگوں پر حکومت کرتے تھے۔

اذا اجتهد الحاكم فاخطا فله اجر و ان اصاب فله اجران [78]

”جب حاکم کے اجتہاد میں غلطی ہو تو اسے ایک ثواب ملے گا اور اگر اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اس دو ثواب ملیں گے“

مجتہد کے لیے دو شرائط ہیں: (۱) عربی لغت کی معرفت (۲) شرعی علوم کی معرفت

لہذا یہ ضروری ہے کہ کسی بھی نئے مسئلے کے بارے میں حکم شرعی جاننے کے لیے اجتہاد کا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

اشیاء و افعال کا قاعدہ: شریعت اسلامیہ اشیاء اور افعال کے مابین فرق کرتی ہے اور اس فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔ فقہاء نے ان کے متعلق دو اصول بیان کیے ہیں۔ قاعدے کو بیان کرنے سے قبل یہ

بات ذہن نشین رہے کہ ہر قاعدے کا ایک اصول ہے۔ اور ہر قاعدے کو بعض اوقات ایک یا ایک سے زائد استثناء (Exception) حاصل ہے۔

1. الاصل في الاشياء الاباحه ما لم يرد دليل التحريم ”یعنی تمام اشیاء

اصلاً مباح (جائز) ہیں الا یہ کہ ان میں سے بعض نصوص قرآنی یا احادیث نبوی ﷺ نے حرام ٹھہرائی ہوں۔

2. الاصل في الافعال التقيد بالحكم الشرعي ”یعنی تمام افعال (کسی کام

کا کرنا) نہ تو اصلاً مباح (جائز) ہیں نہ حرام بلکہ اس میں شارع (اللہ سبحانہ و تعالیٰ) کے احکام کو تلاش کر کے ان پر عملدرآمد کرنا فرض ہے

پہلے اصول کے مطابق عمومی طور پر تمام اشیاء انسانوں کے لیے مباح ہیں سوائے ان اشیاء کے جن کے بارے میں شریعت نے نہی بیان کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعاً^[79]

”اللہ وہی ہے جس نے سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا“

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو مباح کر دیا۔ یہیں سے الاصل في الاشياء الاباحه ما لم يرد دليل التحريم کا اصول مرتب ہوا۔

انما حرم عليكم الميتة^[80]

”تم پر مردار حرام کر دیا گیا ہے“

اور یہ اس قاعدے سے استثناء کی دلیل ہے۔ پس ہر چیز مباح ہے جب تک اس کے متعلق شارع سے استثناء کی دلیل نہیں مل جاتی۔

دوسرے اصول کو پہلے اصول سے ربط حاصل ہے۔ لہذا کسی چیز کے جائز ہونے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ اس سے متعلقہ تمام افعال خود بخود جائز ہو جائیں گے۔ بلکہ ہر فعل کے لیے دلیل درکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکم شرعی انسانوں کے افعال (کسی کام کا کرنا) سے متعلق ہے جو ان کے مسائل کے حل کے لیے وارد ہوا ہے، نہ کہ اشیاء کے متعلق۔ اشیاء کا کام تو فقط افعال کے دوران استعمال ہونا ہے۔ اشیاء بندوں کے افعال کے تابع ہیں۔ مثلاً کپڑا بطور شے اصلاً مباح ہے۔ مگر مرد کے لیے ریشم کو پہننا جائز نہیں۔

[81] لا تلبسو الحریر

”ریشم مت پہنو“

اسی طرح پستول ایک مباح چیز ہے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں مگر کسی مسلمان کو اس سے قتل کرنے کا فعل حرام ہے۔

[82] ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جہنم

”اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے“

لہذا انسان کے لیے تمام افعال نہ تو جائز ہیں نہ حرام۔ بلکہ ہر فعل کی انجام دہی سے پہلے اس کا حکم تلاش کیا جائے گا اور اس کی پابندی لازم ہوگی۔

فلکیاتی اعداد و شمار پر حکم شرعی: سب سے پہلے یہ سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ علم فلکیات اور علم نجوم دو الگ علوم ہیں۔ علم نجوم کی حرمت احادیث رسول ﷺ سے واضح ہے۔ علم فلکیات اشیاء

کے عام حکم کے تحت مباح ہے۔ مگر اس بات سے اس علم کو رویت ہلال کے معاملے میں استعمال کرنے کا فعل خود بخود جائز نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ رویت ہلال کے متعلق حکم معلوم کیا جائے گا۔ قمری مہینہ و رمضان و عیدین کے آغاز کا تعلق رویت ہلال کے ساتھ ہے جیسا کہ نیچے دی گئی احادیث سے واضح ہے۔

عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ ذكر رمضان فقال لا تصوموا حتى ترو الهلال ولا تفطروا حتى ترو فان اغمى عليكم فاقدروا له^[83]

”عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور فرمایا نہ روزہ رکھو نہ افطار کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو، پھر اگر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرو“

عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ ذكر رمضان فبصره فقال الشهر هكذا و هكذا ثم ابهام في الثالثة صوموا لرويته افطروا لرويته فان اغمى عليكم فاقدروا له ثلاثين^[84]

”عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی دس انگلیوں سے) اور فرمایا کہ مہینہ ایسا ہے، ایسا ہے اور بند کر لیا اپنے انگوٹھے کو تیسری بار (یعنی انیس دن کا ہوتا ہے) اور فرمایا روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پھر اگر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرلو“

عن ابي هريرة يقول: قال النبي ﷺ او قال: قال ابو القاسم عليه وسلم صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غمى عليكم فاكلوا عدة شعبان ثلاثين^[85]

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر موقوف کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرويت وافطروا لرويت فان حالت دونہ غيابة فاكلوا ثلثين يوما^[86]

”ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ نہ رکھو رمضان سے پہلے بلکہ روزہ رکھو چاند دیکھ کر پھر اگر حائل ہو جائے چاند پر بادل تو پورے کرو تیس دن یعنی شعبان کے یا رمضان کے“

عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ يتحفظ من شعبان ما لا تحتفظ من غيره ثم يصوم لرويت رمضان فان غم عليه عد ثلاثين يوما ثم صام^[87]

”عائشہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان کی وجہ سے) شعبان (کے دنوں کے شمار) میں جس قدر احتیاط فرماتے تھے، اس قدر اس کے علاوہ مہینہ میں نہیں فرماتے تھے پھر رمضان (کا چاند) دیکھتے ہی روزہ رکھتے تھے۔ اگر چاند پوشیدہ ہو جاتا تو تیس دن شمار کرتے بعد ازاں روزے رکھتے“

قمری مہینہ، رمضان و عیدین کے آغاز کے بارے میں شارع کا حکم یہ ہے کہ چاند کو دیکھے جانے پر روزہ رکھو۔ اور مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو یہی اس قاعدے کا استثناء ہے۔ شارع کا یہ حکم بھی واضح ہے کہ مہینہ یا تو انیتس کا ہوتا ہے یا تیس کا، لہذا مہینہ اٹھائیس کا یا اکتیس کا نہیں ہو سکتا۔ لہذا رویت ہلال کے لیے چاند کا دیکھا جانا ضروری ہے۔ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس کی گنتی کو پورا کرنے کا حکم ہے۔ چاہے چاند آسمان پر موجود ہی کیوں نہ ہو اور ابر یا غبار آلود ہونے کی وجہ سے نظر نہ آئے۔ اب علم فلکیات کی مدد سے یہ بتانا بالکل ممکن ہے کہ

چاند آسمان پر موجود ہے، حتیٰ کی چاند کی پیدائش اور اس کے نظر آنے یا نہ آنے کی امکانات کی تفصیلات بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر شارع نے اپنے واضح حکم کے تحت مہینہ کے آغاز کو چاند کے نظر آجانے پر موقوف کر دیا۔ لہذا علم فلکیات کی مدد سے ہم قمری مہینہ کا آغاز و اختتام نہیں کر سکتے۔ تاہم فلکیاتی حسابات اپنی اصل کے تحت مباح ہیں۔

کچھ اصحاب نے مندرجہ ذیل حدیث کو بطور علت استعمال کیا ہے تاکہ فلکیاتی اعداد و شمار سے رویت ہلال کو ثابت کیا جاسکے۔

عن ابن عمر یحدث عن النبی ﷺ قال انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشهر هکذا و هکذا و عقد الایہام فی الثالثۃ والشہر هکذا و هکذا و
هکذا یعنی تمام ثلاثین^[88]

”ابن عمرؓ حضرت محمد ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم امت امیہ ہیں کہ نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، مہینہ تو ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے اور تیسری مرتبہ میں آپ ﷺ نے انکو ٹھابند کر لیا اور فرمایا کہ مہینہ تو ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، یعنی پورے تیس دن کا“

ان اصحاب کا یہ کہنا ہے کہ لفظ ”امی“ بطور علت استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ چاند کو آنکھ سے دیکھے جانے کا حکم اس وقت تک کے لیے تھا جب تک ہم ”امی“ (ان پڑھ) تھے۔ اب چونکہ امت امی نہیں رہی اور لکھ پڑھ سکتی اور حساب بھی لگا سکتی ہے لہذا اب یہ امت فلکیاتی اعداد و شمار کی مدد سے رویت ہلال کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہے۔

حقیقت حال ایسی نہیں۔ اس حدیث میں امت کی حالت امی بطور علت نہیں ہے۔ بلکہ امی کے معنی ”عرب“ کے ہیں۔ قرآن مجید میں ”امی“ کا لفظ متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اور سب جگہ اس

کے معنی ایک نہیں بلکہ مختلف مواقع پر وہ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ”قل للذین اوتوا الكتب والاميين ء اسلمتم“ [89] اہل کتاب اور امیوں سے پوچھو کیا تم نے اسلام قبول کیا؟“ یہاں امیوں سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ” قالوا ليس علينا في الاميين سبيل“ [90] ”وہ کہتے ہیں کہ امیوں کو مال کھانے پر ہم پر کوئی گرفت نہیں“ یہاں امیوں سے مراد غیر یہودی ہیں۔ سورۃ البقرہ میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ” ومنهم اميون لا يعلمون الكتب“ [91] ”ان میں سے کچھ لوگ امی ہیں کتاب کا علم نہیں رکھتے“ یہاں امی سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو ان پڑھ ہیں۔ سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ” هو الذي بعث في الاميين رسولا“ [92] ”وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا“ یہاں امی سے مراد اہل عرب ہیں۔ اور امة امیۃ سے مراد عربوں کی جماعت ہے۔ جہاں تک لا فحسب ”حساب نہیں کرتے“ کا تعلق ہے تو اس کا واضح معنی ہے کہ ہم لوگ فلکیاتی حساب نہیں کرتے۔ کیوں کہ مسلمانوں کو زکوٰۃ و میراث کے معاملات میں حساب کا حکم ہے۔ لہذا اس حساب کا تعلق علم فلکیات و علم نجوم سے ہے۔

لہذا یہ واضح رہے کہ قمری مہینہ کی ابتداء کیلئے فلکی حساب لگانا حرام و باطل ہے۔

ام القریٰ کیلنڈر [93]: یہاں ایک وضاحت دینی ضروری ہے کہ کچھ افراد سعودی عرب میں استعمال ہونے والے کیلنڈر ”ام القریٰ“ کے متعلق اس شبہ کا شکار ہیں کہ یہ کیلنڈر رویت ہلال کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اب تک یہ کیلنڈر صرف دفتری استعمال کے لئے ہے۔ جب کہ چاند کی رویت کا فیصلہ کرنے کے لئے چھ مقامات پر کمیٹیاں تعینات ہیں جو ہر مہینہ چاند کی رویت کے بارے میں شہادتیں جمع کر کے فیصلہ دیتی ہیں۔ اور اسی فیصلہ کے مطابق کیلنڈر میں تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر 1427 ہجری کے رمضان کا آغاز ام القریٰ کیلنڈر کے مطابق 24 ستمبر 2006 کو

ہونا تھا، جبکہ کمیٹی کے اعلان کے مطابق چاند کی رویت کی شہادت مل جانے کے بعد آغاز رمضان 23 ستمبر 2006 کو کر دیا گیا۔ اسی طرح اسی سال یکم ذوالحجہ کے آغاز کی تاریخ ام القریٰ کیلنڈر کے مطابق 22 ستمبر 2006 درج ہے۔ جس کے مطابق 30 دسمبر کو حج اور 31 دسمبر 2006 کو عید الاضحیٰ منائی جانی تھی۔ جبکہ کمیٹی کے اعلان کے مطابق 21 دسمبر کو یکم ذوالحجہ کا آغاز کیا جاتا ہے اور حج بیت اللہ 29 دسمبر اور عید الاضحیٰ 30 دسمبر 2006 کو منائی جاتی ہے۔ حالیہ مثال بھی حاضر ہے جب ام القریٰ کیلنڈر کے مطابق یکم رمضان کا آغاز 9 جولائی 2013 کو ہونا تھا جب کہ رویت کا فیصلہ ہونے کے بعد رمضان کا آغاز 10 جولائی 2013 کو ہوا۔

ایک اور بات یہاں وضاحت طلب ہے کہ 6 اگست 2013 کو جب سعودی عرب میں 28 روزے مکمل ہوئے تو حکومت سعودیہ نے یہ کہہ کر رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا کہ رمضان کا چاند دیکھنے میں شاید کوئی غلطی ہوئی تھی [94] [95]، اس سبب سے اگر آج چاند نظر آ جاتا ہے تو عوام عید کے بعد ایک روزے کی قضا کریں گے۔ سعودی حکومت یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ 8 جولائی کی شام کو رمضان کے چاند کی رویت ہو چکی تھی جو کسی غلطی کے باعث نظر نہیں آ سکا۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ اُس شام پوری دنیا میں کہیں بھی رمضان کے چاند کی رویت کے متعلق شہادت موصول نہیں ہوئی۔ 8 جولائی 2013 کو سعودی وقت کے مطابق صبح 10:15 پر چاند نے صفر کو زاویہ بنایا۔ اُس وقت عالم اسلام میں شعبان کی 29 تاریخ تھی۔ چونکہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ نئے چاند کو ہلال بننے میں 24-18 گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ لہذا اس دن پوری دنیا میں کہیں بھی چاند کو نظر آنے کے امکانات نہیں تھے اور نہ ہی دنیا کے کسی خطے سے چاند نظر آنے کی شہادت ملی۔ شاید سعودی حکومت آغاز رمضان کو فلکیاتی اندازوں سے جوڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ 6 اگست کو جس وقت سعودی حکومت نے رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس طلب کیا اس وقت تک نئے چاند کی پیدائش ہی نہیں ہوئی تھی۔ نیا چاند سعودی وقت کے مطابق رات 12:15 پر ترتیب پایا

۔ اس طرح یہ ممکن ہی نہ تھا کہ 6 اگست کی شام کو چاند کی رویت ہو جاتی۔ لہذا اس اقدام نے اس بات کی قلعی مزید کھول دی کہ جب تک چاند کی رویت کو قومیت اور وطنیت کے غلاف سے الگ نہیں کیا جاتا اور صرف ایک مسلمان کی شہادت کو معیار نہیں بنایا جاتا اور جب تک شرعی تقاضوں کو چھوڑ کر فلکیاتی اندازوں کی بنیاد پر رویت ہلال کی کوشش کی جائے گی تب تک ایسے اختلافات ظہور پذیر ہوتے ہیں گے۔

مختلف شبہات اور ان کے جوابات

اب میں ان شبہات کا جواب دیتا چلوں جو ایک عام آدمی کے اذہان میں اس کی لاعلمی کی بنا پر گردش کرتے ہیں۔ جہاں تک اس حجت کا تعلق ہے کہ چودہ سو سال پہلے ذرائع ابلاغ کا سہارہ نہیں تھا تب بھی تو چاند کی تاریخ مختلف علاقوں میں مختلف ہوتی تھی۔ تو اس حجت کو میں ان اصحاب کی دین فطرت سے لاعلمی کے علاوہ اور کچھ تصور نہیں کروں گا۔ یہ لاعلمی بھی فکری انحطاط کی وجہ سے ہی ہے۔ سب سے اول بات یہ کہ ذرائع ابلاغ ہر دور میں موجود رہے ہیں، ان کی ہیئت و منہج میں وقت کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کا بنیادی مقصد پیغام رسانی یا خبر پہنچانا ہی تھا۔ کبھی پیغام و خبر پہنچانے کے لئے آگ کا سہارا لیا گیا، تو کبھی پرندے کا اور کبھی قاصد کے ذریعہ خبر پہنچائی گئی۔ جدید ذرائع ابلاغ بھی اسی مقصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ فقہی نقطہ نظر سے جدید ذرائع ابلاغ کے متعلق شارع کا حکم واضح ہے۔ اشیاء کے قاعدے کے تحت ذرائع ابلاغ کے لیے استعمال ہونے والے ذرائع، جیسا کہ ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، موبائل، ٹیلیفون، ریڈیو وغیرہ مباح (جائز) ہیں۔ تاہم افعال کے قاعدے کے تحت خبر کے متعلق ان اشیاء کے بارے میں شارع کا حکم معلوم کرنا ضروری ہے۔

یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبخوا علی ما فعلتم ندمین^[96]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو“

واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والی اعلی الامر منهم لعلہ الذین یتستنبطونہ منهم^[97]

”یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اس لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں“

كذلك كنتم من قبل فمن الله عليكم فتبينوا ان الله كان بما تعملون خبيراً^[98]

”آخر اسی حالت میں تم خود بھی اس سے پہلے متلارہ چکے ہو پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، لہذا تحقیق سے کام لو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے“

ان تینوں آیات میں اللہ رب العزت نے ہر قسم کی خبر کے متعلق تحقیق کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی خبر کسی بھی ذرائع سے آئے اس کی تحقیق لازمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ذرائع ابلاغ ایسے نہ تھے کہ ایک دن میں خبر ہزاروں میل دور پہنچ جاتی، تاہم آج ذرائع ابلاغ اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ ایک خبر لمحے بھر میں پوری دنیا میں پہنچ سکتی ہے۔ اس لیے دنیا میں کسی بھی مقام پر چاند کی رویت ہو جانے پر اور شہادت کے اطمینان بخش ہو جانے کے بعد مستند ذرائع سے اس خبر کو پوری دنیا میں پھیلا یا جاسکتا ہے۔ تاکہ عالم اسلام ایک ہی دن قمری مہینہ کا آغاز کر سکے۔ اور یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جس میں آپ ﷺ نے شہر کے باہر سے آئی ہوئی خبر کی بنیاد پر رویت کو تسلیم کیا۔ تاہم آپ ﷺ نے تحقیق کے لئے آنے والے افراد سے شہادت طلب کی۔

عن انس غم علينا هلال شوال فاصبحنا صيام فجاء ركب من آخر النهار فشهدوا عند النبي ﷺ انهم راوا الهلال بالامس فامرهم رسول الله ﷺ عليه وسلم ان يفطروا ثم يخرجوا لعيدهم من الغد^[99]

”ہمیں شوال کا چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آ سکا لہذا ہم اگلے دن روزے سے رہے۔ لیکن دن کے آخری حصے میں چند مسافر مدینہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شہادت دی کہ انہوں نے گزشتہ رات چاند دیکھ لیا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روزہ توڑنے اور اگلے روز عید کے لیے نکلنے کا حکم دیا“

عن ربعی بن حراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قال اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان فقدم اعرابی ان فشهدا عندا النبی ﷺ باللہ لاهلا الهلال امس، عشیة، فامر رسول اللہ ﷺ الناس ان یفطروا زاد خلف فی حدیثہ وان بغدوا الی مصلاہم^[100]

”ربعی بن حراش اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہو گیا۔ تو دو اعرابی آئے انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی گواہی دی اور کہا کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو کہا کہ روزہ افطار کر لیں۔ اور خلف بن ہشام کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلے دن صبح کو عید گاہ جائیں گے“

عن عکرمۃ انہم شکوا فی ہلال رمضان مرة فارادوا ان لا یقوموا ولا یصوموا، فجاء اعرابی من الحرة فشهد انہ رای الهلال فاتی بہ النبی ﷺ فقال اتشهد ان لا اللہ الہ اللہ وانی رسول اللہ؟ قال نعم وشهد انہ رای الهلال، فامر بلا لا فنادی فی الناس ان یقوموا و ان یصوموا^[101]

”عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک بار رمضان کے چاند کے بارے میں شک ہو گیا پس انہوں نے ارادہ کیا کہ نہ قیام کریں اور نہ روزہ رکھیں۔ تو حرہ کی طرف سے ایک اعرابی آیا اس نے

گو اہی دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو گو اہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں اور شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تب آپ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ رات کو قیام کریں اور صبح کو روزہ رکھیں“

لہذا ذرائع ابلاغ کا موثر استعمال رویت کی شہادت کو تمام مسلمانوں تک پہنچا دینے کا سبب ہے۔

جہاں تک اس تعاون کا تعلق ہے کہ سعودیہ اور پاکستان میں وقت کا فرق دو گھنٹے ہے لہذا پاکستان میں چاند ایک دن دیر سے نظر آتا ہے۔ ان اصحاب کو یہ بات سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ دن اور رات کی تبدیلی کا تعلق سورج کے ساتھ ہے جب کہ قمری مہینہ کی تبدیلی کا تعلق چاند کے ساتھ۔ یہ اصحاب شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ زمین سورج کے گرد گردش کر رہی ہے۔ زمین دو مداروں میں گردش کر رہی ہے، ایک سورج کے گرد، دوسرا اپنے ہی گرد۔ شمسی سال کو پورا ہونے کے لیے زمین کو سورج کے گرد 360 درجے کا زاویہ مکمل کرنا پڑتا ہے جس میں 365 دن اور 6 گھنٹے لگتے ہیں۔ جب کہ اپنے ہی گرد ایک چکر زمین 24 گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے جس کی بنا پر دن اور رات میں تبدیلی آتی ہے۔ جبکہ چاند زمین کے گرد گردش کر رہا ہے۔ زمین سورج کا سیارہ ہے جبکہ چاند زمین کا طفیلی سیارچہ ہے۔ زمین کی سورج کے گرد دوران گردش رفتار اور چاند کی زمین کے گرد دوران گردش رفتار میں ربط نہیں۔ مزید یہ کہ زمین کی گردش سورج کے تابع ہے جبکہ چاند کی گردش زمین کے تابع ہے۔

لہذا یہ کہہ دینا ممکن نہیں کہ پاکستان میں چاند سعودیہ یا اور مغربی ممالک سے بعد میں نظر آئے گا۔ چاند مسلسل زمین کے گرد گردش کر رہا ہے، اور جب چاند ایک دفعہ زمین اور سورج کے مابین صفر درجہ پر آجائے گا تو اس کے بعد اس کی عمر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔ اور

جیسے جیسے اس کی عمر بڑھے گی ہلال کی موٹائی بھی زیادہ ہوتی جائے گی، کیونکہ چاند کے اس حصہ پر دن کی روشنی پھیلنا شروع ہو جائے گی جو کہ مسلسل بدر تک پھیلتی رہے گی۔ اور جب چاند بدر کی منزل پر پہنچے گا تو چاند کے سامنے والے حصے پر رات کی تاریکی چھانا شروع ہو جائے گی۔ لہذا چاند کی عمر پوری دنیا میں ایک وقت میں ایک ہی رہے گی۔ مثلاً پاکستان میں دن کے 12 بجے اگر چاند کی عمر 14 گھنٹے ہے، تو عین اسی وقت لندن میں صبح کے 7 اور سڈنی میں شام کے 5 بج رہے ہوں گے، تاہم لندن اور سڈنی میں بھی چاند کی عمر 14 گھنٹے ہی ہوگی۔ تاہم زمین پر وقت اور تاریخ کی تبدیلی کی وجہ زمین کی سورج کے گرد گردش اور وہ فرضی لکیریں ہیں جو کہ ماہرین جغرافیہ نے زمین پر ڈالی ہیں۔ احادیث نبوی ﷺ سے ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ دنیا میں کسی بھی جگہ چاند نظر آجائے تو اس کا اطلاق پوری دنیا پر ہوگا۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اگر دعئی میں چاند 30 جون کی شام 7:30 پر نظر آتا ہے تو اس وقت کو الالپور میں 30 جون کی رات کے 11:30 ہو رہے ہوں گے جو کہ دنیاوی جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے ایک ہی تاریخ ہے، اور یہ بات میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اگر چاند نظر آجائے تو اسکے مغرب کے تمام علاقوں میں چاند اسی دن نظر آئے گا۔ لہذا پوری دنیا میں چاند کی رویت ایک ہی تاریخ^[102] میں ہوتی ہے۔

جو افراد چاند کے اگلے دن نظر آنے کی تعادیل وقت کے ساتھ جوڑ کر بتاتے ہیں ان کو یہ بات بتاتا چلوں کے سعودیہ کا وقت پاکستان کے وقت سے دو گھنٹے پیچھے ہے، اس حساب سے تو سعودیہ میں چاند پاکستان سے ایک دن بعد نظر آنا چاہیے ہے۔ تاہم اگر ان اصحاب کی یہ منطق درست مان لی جائے تب یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ پاکستان اور تیونس کے وقت میں چار گھنٹے کا فرق ہے لہذا پاکستان میں چاند تیونس سے دو دن بعد اور تیونس میں چاند سعودیہ سے ایک دن پہلے نظر آنا چاہیے۔ اسی طرح امریکہ اور پاکستان کے وقت میں بارہ گھنٹے کا فرق ہے۔ یعنی امریکہ کا وقت پاکستان کے وقت سے بارہ گھنٹے پیچھے ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان میں چاند امریکہ سے چھ دن بعد

نظر آنا چاہیے۔ اور امریکہ میں چاند سعودیہ سے پانچ دن پہلے نظر آ جانا چاہیے۔ اسی طرح انڈونیشیا میں وقت پاکستان سے دو گھنٹے آگے ہے۔ اس منطق کے تحت انڈونیشیا میں چاند پاکستان سے ایک دن بعد نظر آنا چاہیے۔ وقت کی مقدار کو منہا بھی کر دیں تب بھی وقت کے آگے یا پیچھے ہونے سے چاند کے جلدی یا دیر سے نظر آنے کا کوئی تعلق نہیں۔ لہذا ان اصحاب کی تعاویہل کم علمی پر مبنی ہے۔

جہاں تک اس طنز کا تعلق ہے کہ عید سعودیہ کے ساتھ کرنی ہے تو نماز بھی سعودیہ کے اوقات پر پڑھا کرو۔ ان اصحاب کی یہ منطق بھی عقل سے بالاتر ہے۔ سب سے اول بات یہ کہ نماز کے اوقات کا تعلق زمین کی سورج کے گرد ہونے والی گردش کے حساب سے طے ہوتا ہے جب کہ مہینہ کی تبدیلی چاند کی زمین کے گرد ہونے والی گردش کے حساب سے طے ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن و حدیث سے واضح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ^[103]

”چاند کے دیکھے جانے پر روزہ رکھو اور چاند کے دیکھے جانے پر افطار کرو۔“

جب کہ قرآن پاک سے نمازوں کے اوقات واضح ہو جاتے ہیں۔

اقم الصلوۃ لذلک الشمس الی غسق الیل^[104]

”نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک“

اقم الصلوۃ طرفی النهار و زلفا من الیل^[105]

”نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر اور کچھ رات گزرنے پر“

و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها من اناءى الليل فسبح و
اطراف النهار^[106]

”اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے
پہلے اور رات کے اوقات میں پھر تسبیح کرو اور دن کے سروں پر“

فسبحن الله حين تمسون و حين تصبحون وله الحمد فى السموات والارض و
عشیا و حين تظهرون^[107]

”پس اللہ کی تسبیح کرو جبکہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔ اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں
میں اور زمین میں اور اس کی تسبیح کرو دن کے آخری حصے میں اور جبکہ تم دوپہر کرتے ہو“

آیات قرآنی بر ملا اس امر کا اظہار کر رہی ہیں کہ نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کے ساتھ ہے
اور احادیث رسول ﷺ سے مہینہ کے آغاز کا تعلق چاند کے ساتھ واضح ہے تو پھر ان اصحاب
کے عقلی دلائل کی کیا حیثیت؟ اور یہ بھی ہم واضح کر چکے ہیں کہ پوری دنیا میں چاند کی عمر ایک
وقت میں ایک ہی ہوگی، جبکہ دنیا کے مختلف خطوں میں وقت زمین کی سورج کے گرد گردش کی
وجہ سے مختلف ہوگا۔ میں دوبارہ واضح کرتا چلوں کہ زمین سورج کے تابع ہے اور چاند زمین
کے۔

ان فى خلق السموت والارض واختلف الليل والنهار لایت لاولى الالباب^[108]

”زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے
لئے نشانیاں ہیں“

دوئم یہ اصحاب جب حج کے لئے جاتے ہیں تو اپنے ملک کی رویت کے لحاظ سے حج کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ یہی اصحاب صحابہ کرام و اہل بیت کی وفات و پیدائش کے دن کو دو مختلف دنوں میں مناتے ہیں، جبکہ ان کی وفات اور پیدائش کا دن ایک ہی ہے۔ سانحہ عاشورہ ایک دن ہوا تھا، پر عراق والے اسے ایک دن پہلے منالیتے ہیں اور اہل پاکستان اس کو ایک دن بعد، کیا اتنی سادہ سے بات ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتی کہ ایک ہی واقعہ دو مختلف دن کیسے ہو سکتا ہے؟ ان اصحاب سے میرا یہ سوال بھی ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لاہور میں مطلع ابر آلود ہونے یا کسی اور وجہ سے وہاں چاند نظر نہیں آتا مگر گوادریں چاند نظر آ جاتا ہے۔ اب گوادریں لاہور کے درمیان سورج کے طلوع اور غروب اور اوقات سحر میں واضح فرق موجود ہے۔ مثلاً لاہور میں 27 جولائی 2013 کو انتہائے سحر 03:40^[109] پر تھی جبکہ گوادریں میں انتہائے سحر 04:50^[110] پر تھی۔ لاہور میں 27 جولائی 2013 کو غروب آفتاب 07:02^[111] پر تھا جبکہ گوادریں میں غروب آفتاب 07:38^[112] پر تھا۔ تو لاہور والے اصحاب گوادریں کے اوقات پر انتہائے سحر کیوں نہیں کرتے یا روزہ کیوں گوارد کے اوقات پر افطار نہیں کرتے یا نماز کیوں گوارد کے اوقات پر ادا نہیں کرتے؟ اب ان اصحاب کو جواب یہی ہو گا کہ چونکہ یہ ہمارے ملک میں نظر آیا ہے اس لیے ہم اپنے ملک کے قانون کے مطابق چلیں گے۔ یہ بات کرتے ہوئے یہ اصحاب اپنی اوپر دی گئی منطق سے یکسر منحرف ہو جاتے ہیں اور ایک نئی منطق سامنے لے آتے ہیں۔ وطنیت کی یہ منطق اللہ کے احکامات کے سراسر خلاف ہے

ان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاعبدون۔ وتقطعوا امرهم بينهم كل الينا
 رجعون^[113]

”یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس تم میری عبادت کرو۔ مگر (یہ لوگوں کی کارستانی ہے کہ) انہوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، اور سب کو ہماری ہی طرف پلٹنا ہے“

وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون۔ فتقطعوا امرهم بينهم زیرا كل حزب بما
لديه فرحون^[114]

”اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس مجھ ہی سے تم ڈرو۔ مگر لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا، ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے“

هو سنمکم المسلمین^[115]

”اللہ نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے“

کیا ان اصحاب کی یہ منطقیں اللہ کے واضح احکامات کے خلاف نہیں؟ کیا یہ منطقیں دے کر یہ اصحاب اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے وطنیت کی دیوی کی بھینٹ نہیں چڑھا رہے؟ کیا قرآن حکیم میں آنے والے امت واحدہ کے الفاظ اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ وطنیت اور قومیت کے یہ بت باطل ہیں۔ کیا اللہ کا اتنا کہہ دینا کہ ہم امت واحدہ ہیں ہمارے لئے کافی نہیں یا قبرستان کے مردوں کی طرح ہمیں صور اسرافیل کی ضرورت ہے؟ کیا رسول اللہ کا یہ ارشاد کہ ”مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، جب جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم درد کرتا ہے“ اس امر کا نشانہ ہی نہیں کرتا کہ عصیت کا ناسور امت واحدہ کے ایک جسم میں ناسور بن کر پاکستانی، افغانی، ایرانی، سعودی، مصری، یمنی، ترکی وغیرہ کے آبلے پیدا کر رہا ہے۔ کیا خدا نے ہمارا نام صرف مسلمان نہیں رکھا؟ تو پھر قومیت اور وطنیت کی یہ تقسیم کیسی؟

لہذا جان لیجئے کہ مسلمان ایک ہی قوم ہیں اور ان کا قانون بھی ایک ہے جو کہ قانون اسلامی ہے، اس کے علاوہ انسانی ذہن سے بنائے گئے سب قانون باطل و فاسد ہیں۔ لہذا یہ کہہ دینا کہ ہم اپنے ملک کے قانون کے حساب سے عمل کریں گے، خدا اور رسول سے ایک اور جنگ ہے۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں کہیں بھی نہ تو اسلامی ریاست موجود ہے نہ اسلامی قانون کی عملداری ہے، جو بھی قوانین موجود ہیں ان کا اسلام سے دور پرے کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ ان کا ماخذ دلیل شرعی نہیں بلکہ عقل انسانی ہے۔

عن ابی موسیٰ قال رسول اللہ ﷺ المؤمن للمومن یشد بعضہ بعضا^[116]

”مومن، مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جیسے ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رکھتی ہے۔“

قال رسول اللہ ﷺ مثل المومنین توادھم و تراحمھم و تعاطفھم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی^[117]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنین کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں بدن کی طرح ہے۔ بدن میں سے جب کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا بدن نیند نہ آنے اور بخار چڑھ جانے میں اس کا شریک ہوتا ہے۔“

قال رسول اللہ ﷺ کرجل واحد ان اشتكى راسه تداعی له سائر الجسد بالحمی والسهر^[118]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنین ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کا سر دکھتا ہے تو باقی اعضاء بدن، بخار اور بیماری میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔“

قال رسول الله ﷺ المسلمون كرجل واحد ان اشتكى عينه اشتكى كله
وان اشتكى راسه اشتكى كله [119]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو اس کا سارا بدن بیکار ہو جاتا ہے اور اگر سرد دکھتا ہے تو سب بدن کو تکلیف ہوتی ہے۔“

امت مسلمہ کے نام پیغام

یہ سمجھ لینا بہت اہم ہے کہ ہم صرف امت واحدہ ہیں۔ وہ امت واحدہ جن کے ایمان کی داستان مکہ کہ سنگلاخ پہاڑوں سے شروع ہوتی ہے۔ جن کے ایمان کی حرارت سے ہمالیہ کی برف پگھل جاتی تھی۔ جن کے ایمان کی پختگی سے صحراؤں کے سینے چیر جاتے تھے۔ جن کے ایمان کی تمازت سے سمندر خشک ہو جاتے تھے۔ جن کے ایمان کی حرارت سے ایران کے آتشکدے ٹھنڈے پڑ جاتے تھے۔ جن کے ایمان کے قصے مراکش کے بیابانوں سے کاشغر کی وادیوں تک سنے جاتے تھے۔ جن کے اذانوں کی آواز کبھی یورپ کے کلیساؤں میں سنائی دیتی تھی تو کبھی افریقہ کے پتے ہوئے صحراؤں میں۔ جن کے گھوڑوں کی ٹاپیں کبھی ہندوستان کے میدانوں میں سنائی دیتی تھیں تو کبھی باسفورس کے بیابانوں میں۔ لیکن آج اس امت واحدہ کا سفینہ وطنیت کے چھوٹے سے تالاب میں ڈوب رہا ہے اور اس سفینہ کے ناخدا اس میں قومیت کی میخیں ٹھونک رہے ہیں۔ سفینہ کے مسافر تالاب کے کنارے کھڑے مددگاروں کو چیخ چیخ کر اپنی مدد کے لئے پکار رہے ہیں جو اس چیخ و پکار کے جواب میں چند نعرے لگا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ آج ہمیں اس امر کا احساس کیوں نہیں ہو رہا کہ استعمار کے بچھائے ہوئے سرحدوں کے جال میں موجود وطنیت اور قومیت کی مکڑی ہمیں اس بے بس مکھی کی طرح کھا رہی ہے جس کو کہیں سے مدد کی امید نہیں۔

ہمیں نہ صرف اپنے تمام معاملات میں درست رائے کا انتخاب کرنا ہے بلکہ ان تمام عبادات میں بھی صحیح رائے کا انتخاب ضروری ہے جن کا تعلق امت کی واحدت کے ساتھ ہے۔ رویت ہلال بھی ایک ایسا ہی معاملہ ہے، ہمیں ان افراد سے قطع تعلق کرنا ہو گا جو رویت ہلال کی تشریح کرتے ہوئے امت واحدہ کی غلط تعادیل کرتے ہیں۔ یہ لوگ امت مسلمہ کو الگ الگ قوموں میں تقسیم کرتے ہیں اور استعمار کے بچھائے ہوئے جال میں کھیلتے ہیں۔ ہم لوگ اس بات کو کیوں نہیں

سمجھتے کہ جب پاکستان اور بنگلہ دیش ایک ریاست تھی تب تک تو کوئٹہ میں نظر آجانے والا چاند ڈھاکہ میں تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ لیکن جب دونوں الگ الگ ریاستیں ہوئیں تو ان ریاستوں کے چاند بھی الگ ہو گئے۔ آسمان پر چمکنے والا ایک چاند زمین پر رہنے والی قوموں پر تقسیم ہو گیا۔ جب ہندوستان ایک ریاست تھی تب تک کلکتہ میں ہونے والی رویت کو پشاور میں تسلیم کیا جاتا تھا۔ لیکن آج صرف انسان کی بنائی گئی مصنوعی سرحد کی وجہ سے 10 میٹر پر موجود دوسرے ملک کی رویت کو پاکستان قبول نہیں کرتا۔ حالانکہ چاند اُس وقت پاکستان کے علاقے میں نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اگر کراچی میں آنے والا چاند سے 1300 میل دور سکرو شہر میں عید منائی جاسکتی ہے تو پشاور سے صرف 70 میل کے فاصلے پر موجود جلال آباد میں نظر آجانے والے چاند کی بنیاد پر عید کیوں نہیں منائی جاسکتی؟ یا گوادری سے 300 میل دور مسقط کے علاقے میں نظر آجانے والے چاند کی بنیاد پر ہم روزہ کیوں نہیں رکھ سکتے؟ صرف اس لیے کیونکہ پاکستان ایک الگ قوم ہے۔ صرف اس لئے کیونکہ ہمارے علماء استعمار کے اس نظریے کی حمایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو تقسیم کر دو۔ کیا اسی بنیاد پر ہم اپنی مذہبی عبادات کو تقسیم کر دیں کہ ہم پہلے سعودی ہیں، ایرانی ہیں، افغانی ہیں، مصری ہیں، فلسطینی ہیں یا پاکستانی ہیں۔ اگر دنیا کے تمام عیسائی ایک ہی دن عید منا سکتے ہیں، اگر دنیا کے تمام یہودی ایک ہی دن عید کر سکتے ہیں، اگر دنیا کے تمام ہندو ایک ہی دن دیوالی منا سکتے ہیں تو یہ عظیم امت مسلمہ جس کے ایک جسم اور ایک روح ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے یہ کیوں اپنے مذہبی تہواروں میں تقسیم کا شکار ہے؟ کیا مراکش میں رہنے والا مسلمان انڈونیشیا میں رہنے والے مسلمان سے الگ ہے؟ کیا قرآن پاک کے احکامات مختلف علاقوں میں مختلف ہو جاتے ہیں؟

میں جانتا ہوں کہ اکثریت کا دباؤ، خاندان میں اکیلا پڑ جانے کا خوف، دوستوں اور رشتہ داروں کے طنز، اور درباری علماء کی جانب سے کفر کے فتویٰ صادر ہونے کا خوف آپ کو متزلزل کرے گا مگر یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم اس عظیم مسئلے پر درست رائے کا انتخاب کریں۔ استعمار نے

مسلمانوں کو نہ صرف جغرافیائی بنیادوں پر تقسیم کیا بلکہ مذہبی بنیادوں پر بھی تقسیم کر دیا۔ ایک سچا مسلمان اس بات کو سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن استعماری عقائد سے متاثر چند افراد مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمان عید کے اصل دن عید نہیں کرتا۔ لیلۃ القدر کی صحیح رات کو نہیں ڈھونڈ پاتا۔ اس دن کاروزہ رکھتا ہے جس دن کاروزہ رکھنا اللہ نے حرام کر دیا۔ صرف یہی نہیں نہ جانے کتنے ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات جاننے ضروری ہیں۔

وَقُلْ اَعْمَلُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَمَلِكُمْ وَرِسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ سَتَرْدُوْنَ اِلٰی عِلْمِ الْغِیْبِ
وَالشَّهَادَةِ فِیْ نَبِیِّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ^[120]

”اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ لوگو تم عمل کرتے رہو، سو اللہ اس کا رسول ﷺ اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے اور پھر تم غنقریب لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے چھپی اور کھلی باتوں کو۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا ان اعمال کے بارے میں جو تم کیا کرتے تھے“

مراجع و مصادر و حواشی

1. کتاب اللہ القرآن الکریم سورة البقرة آیت نمبر 189۔

2. وکی پیڈیا کے مطابق کائنات میں تقریباً 170 ارب کہکشاں موجود ہیں

(<http://en.wikipedia.org/wiki/Galaxy>) جبکہ نیشنل جیوگرافک ان کی

تعداد 100 ارب بتاتا ہے

<http://science.nationalgeographic.com/science/spa>

(ce/universe/galaxies-article/ حال ہی میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق

جرمنی میں موجود ایک سپر کمپیوٹر نے جو حسابات پیش کئے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کہکشاؤں

کی تعداد 500 ارب تک ہے)

[http://www.universetoday.com/30305/how-many-](http://www.universetoday.com/30305/how-many-galaxies-in-the-universe/)

(galaxies-in-the-universe/ تاہم ہم نے ایک محتاط اندازہ پیش کرتے ہوئے یہ

تعداد 200 ارب بتائی ہے۔ صحیح تعداد کا علم اللہ رب العزت کو ہی ہے کیونکہ وہی خالق کائنات

ہے۔

3. وکی پیڈیا کے مطابق جس کہکشاں میں ہماری زمین واقع ہے یعنی ملکی وے (Milky Way) اس

میں تقریباً 100 سے 400 ارب ستارے موجود ہیں۔ جبکہ کائنات میں ایسی بہت سے کہکشاں ہیں

جن کا حجم ہماری کہکشاں سے کئی گنا بڑا بھی ہے۔ اسی لیے ایک محتاط اندازہ کے مطابق ہر کہکشاں

میں تقریباً 200 ارب ستارے موجود ہیں۔

(http://en.wikipedia.org/wiki/Milky_Way)۔ صحیح تعداد کا علم

اللہ رب العزت کو ہی ہے کیونکہ وہی خالق کائنات ہے۔

4. وکی پیڈیا کے مطابق ہماری کہکشاں میں جتنے ستارے ہیں کم و بیش اتنے ہی سیارے بھی موجود ہیں۔
http://en.wikipedia.org/wiki/Milky_Way (اسی بنیاد پر یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تمام کہکشاؤں میں سیاروں کی تعداد کم و بیش اتنی ہی ہوگی۔ صحیح تعداد کا علم اللہ رب العزت کو ہی ہے کیونکہ وہی خالق کائنات ہے۔

5. ہمارے نظام شمسی میں اب تک 8 بڑے اور 5 چھوٹے سیارے دریافت ہو چکے ہیں جو کہ سورج نامی ستارے کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ ان 13 سیاروں کے تقریباً 174 طفیلی سیارچے بھی دریافت ہو چکے ہیں، جن میں عطارد، زہرا، سیریس، میک میک نامی چار سیاروں کا کوئی بھی طفیلی سیارچہ نہیں۔ زمین کا ایک طفیلی سیارچہ ہے جس کو چاند کہا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ طفیلی سیارچے سیارہ مشتری کے ہیں جن کی تعداد 63 ہے

http://www.windows2universe.org/our_solar_syste
m/moons_table.html (سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہماری کہکشاں میں تقریباً 100 ارب کے قریب نظام شمسی موجود ہیں، اب تک ماہرین فلکیات 500 نظام شمسی دریافت کر چکے ہیں
<http://spaceplace.nasa.gov/review/dr-marc->
space/solar-systems-in-galaxy.html)

6. <http://en.wikipedia.org/wiki/Comet>

7. http://en.wikipedia.org/wiki/New_moon

8. http://www.moonconnection.com/moon_phases.html

9. <http://en.wikipedia.org/wiki/Moon>

10. http://csep10.phys.utk.edu/astr161/lect/time/moon_orbit.html

- <http://www.astronomy.ohio-state.edu/~pogge/Ast161/Unit2/phases.html> .11
- <http://www.sumanasinc.com/webcontent/animations/content/sidereal.html> .12
- http://www.physics.sfasu.edu/astro/courses/ast105/homeobserving/Moon_Obs.htm .13
- <http://www.timeanddate.com/worldclock/sunearth.html> .14
- <http://onlinegk.com/geography/motions-of-the-earth.aspx> .15
- http://wiki.answers.com/Q/How_many_hours_in_one_day_and_night_on_the_moon .16
- http://www.moonconnection.com/moon_phases.php .17
- <http://earthsky.org/space/twilight-2> .18
- <http://en.wikipedia.org/wiki/Twilight> .19
- http://moonsighting.com/faq_ms.html .20
- <http://www.universetoday.com/74460/what-direction-does-the-earth-rotate/> .21
- http://en.wikipedia.org/wiki/Earth's_rotation .22
- <http://express.com.pk/epaper/index.aspx?Date=20110405> .23
- http://www.aleqt.com/2011/04/05/section_frontpage.html .24

25. صحیح مسلم بشرح نووی کتاب صیام جلد 7

26. جدید فقہی مسائل، جلد 1 صفحہ 94-89 تالیف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (فاضل دیوبند)

27. مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 255-256 از علامہ لکھنوی

28. مسئلہ رویت ہلال اور 12 اسلامی مہینے تالیف حافظ صلاح الدین یوسف صفحہ نمبر 126-133 میں

حافظ صاحب نے مختلف حوالہ جات کی مدد سے یہی موقف پیش کیا ہے

29. صحیح مسلم، کتاب صیام جلد 7۔ یہ حدیث بعینہ اسی مفہوم کے ساتھ سنن ابی داود (حدیث نمبر

2332) اور سنن نسائی (حدیث نمبر 2115) میں بھی مذکور ہے

30. یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الصوم جلد نمبر 1 (حدیث نمبر 1791)، سنن نسائی جلد نمبر 2 کتاب

الصیام (حدیث نمبر 2123, 2122, 2121 اور 2124) میں تقریباً ایک متن اور مختلف

راویوں کے ساتھ مذکور ہے، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1727)، مشکوٰۃ

المصابیح جلد نمبر 2 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1970) اور مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 میں بھی باب

رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1873) میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

31. سنن ابن ماجہ جلد نمبر 1 کتاب الصیام (حدیث نمبر 1653)

32. مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 باب رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1882)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 باب

رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1979)، سنن ابو داود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2342)،

سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1733) اور بلوغ المرام کتاب الصیام (حدیث

نمبر 675)

33. ابو داود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2339)

34. ابو داود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2341)

35. جامع ترمذی جلد نمبر 1 ابواب الصوم

36. بلوغ المرام کتاب الصیام (حدیث نمبر 676)، جامع ترمذی جلد نمبر 1 ابواب الصوم، مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 باب رویتہ الهلال (حدیث نمبر 1881)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 باب رویتہ الهلال (حدیث نمبر 1978)، سنن ابن ماجہ جلد نمبر 1 کتاب الصیام (حدیث نمبر 1652)، سنن ابو داود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2340)، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1734)، سنن نسائی اور جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2119، 2118، 2117، 2116) میں یہ حدیث مختلف راویوں مگر یگانہ مضمون کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

37. کتاب المبسوط از امام سرخسی جلد نمبر 3 کتاب الصوم صفحہ 62۔ امام سرخسی فقہ حنفی کے ایک عظیم فقہی تھے۔ آپ کو ہی شمس الائمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پورا نام محمد بن احمد ابو بکر سرخسی تھا، پانچویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں شمار ہوتا تھا، حاکم وقت نے حق گوئی کی پاداش میں ایک کنویں ننگڑھے میں قید کیا جہاں آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب المبسوط اپنے شاگردوں کو املاء کروائی۔

38. نیل الاوطار جلد نمبر 2 کتاب الصوم۔ امام شوکانی دور حاضر کے مجتہد العصر، جو کہ 1759 عیسوی میں یمن کے ایک زیدی شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے اور بعد ازاں سنی فقہ کے مشہور اماموں میں شمار ہوئے۔ آپ کا انتقال 1834 عیسوی میں ہوا۔ نیل الاوطار اور فتح القدیر آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

39. حدیث کریب میں ابن عباسؓ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

40. مکمل حدیث جو کہ صحیح بخاری میں (حدیث نمبر 1788 اور 1789)، صحیح مسلم میں کتاب الصیام جلد 7، مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 باب رویتہ الهلال (حدیث نمبر 1872)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 باب رویتہ الهلال (حدیث نمبر 1969)، سنن ابو داود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2320)، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1726)، اور سنن نسائی جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2126) میں تقریباً ایک جیسے متن کے ساتھ مذکور ہے۔ عن ابن عمر ان

رسول اللہ ﷺ ذکر رمضان فقال لا تصوموا حتى ترو الهلال ولا تفطروا حتى تروہ فان اغمی علیکم فاقدروالہ ”عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور فرمایا نہ روزہ رکھو نہ افطار کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو، پھر اگر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرو“

41. نیل الاوطار جلد نمبر 8 کتاب الصوم

42. یہ دونوں اصول مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی کتاب آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 3 چاند کی رویت میں مطلع کے فرق سے متعلق سوال سے اخذ کئے گئے ہیں۔

43. دارالعلوم دیوبند کی بنیاد مولانا قاسم نانوتوی نے 1866 عیسوی میں ہندوستان کی ریاست اتر پردیش کے ایک گاؤں دیوبند میں ڈالی۔ اس مسلک کے پیروکار آج دیوبندی کہلاتے ہیں۔

44. در مختار شرح تنویر الابصار تالیف امام محمد علاؤ الدین حسکانی کتاب الصوم۔ امام حسکانی 11 صدی ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے اور دمشق کے ہی مفتی اعظم کا درجہ حاصل کیا۔ اسی دور میں امام محمد امین ابن عابدین الشامی نے رد المختار علی الدار المختار تصنیف کی جس کی حنفی فقہ میں ایک کلیدی حیثیت ہے۔ امام محمد امین ابن عابدین الشامی 1784 عیسوی میں دمشق میں پیدا ہوئے، ریاست عثمانیہ نے آپ کو امین الفتویٰ کا خطاب دیا۔ آپ کا شمار فقہ حنفی کے عظیم فقہاء میں ہوتا ہے۔ رد المختار علی الدار المختار آپ کی شاندار تصنیف ہے۔

45. مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی تحریک کے بانیوں میں سے تھے۔ مولانا قاسم نانوتوی کے بعد آپ مدرسہ دیوبند کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ نے فقہ اور روحانیت پر تقریباً 14 کتب تحریر کیں۔

46. مفتی کفایت اللہ صاحب اتر پردیش کے شہر شاہجہاں پور میں 1875 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ قادیانی فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ نے ایک ماہانہ رسالہ ال برہان، مدرسہ عین العلم سے شائع کرنا شروع کیا۔ جمیعت علمائے ہند کے قائم مقام امیر بھی رہے۔

47. مولانا امجد علی صاحب ہندوستان کے ضلع اعظم گڑھ میں 1878 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کو صدر شریعت اور بدر طریقت کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔ بریلوی مکتبہ فکر کے اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ آپ کی کتاب بہار شریعت کو حنفی فقہ کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے۔

48. اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی بریلوی تحریک کے بانی تھے۔
49. مولانا اشرف علی تھانوی صاحب 1863 عیسوی میں ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے اولین طالب علموں میں سے تھے۔ لاتعداد کتب تصنیف کیں اور حکیم الامت کا لقب پایا۔
50. امام ابن تیمیہ 7 صدی ہجری میں فقہ حنبلی کے عظیم فقہی تھے۔ آپ نے نہ صرف علمی میدان میں قلم سے جہاد کیا بلکہ منگول لشکر کے خلاف بالسیف بھی مد مقابل ہوئے۔
51. مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے ہندوستان میں اسلامی قوانین کے مکمل نفاذ کی خاطر ایک اسلامی کتاب قانون کی تصنیف کا حکم دیا، اس مقصد کے لئے عالمگیر نے 500 علماء اور فقہاء کو مجتمع کیا۔ ان میں سے 300 کا تعلق ہندوستان، 100 کا عراق اور 100 کا حجاز سے تھا۔ یہ کتاب 30 جلدوں پر مشتمل ہے۔ مغل بادشاہ شاہجہاں کے دور تک ہندوستان میں حنفی فقہ کے مطابق معاملات کو چلایا جاتا تھا، تاہم بہت سے معاملات کے متعلق احکامات تفصیل طلب تھے، جس کے باعث فتاویٰ عالمگیری کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔
52. فقیہ ابولیث چوہتھی صدی ہجری میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔ آپ حنفی فقہ کے مشہور عالم تھے اور امام الہدی کے لقب سے مشہور تھے۔
53. امام محمد امین ابن عابدین الشامی 1784 عیسوی میں دمشق میں پیدا ہوئے، ریاست عثمانیہ نے آپ کو امین الفتویٰ کو خطاب دیا۔ آپ کا شمار فقہ حنفی کے عظیم فقہاء میں ہوتا ہے۔ رد المحتار علی الدار المختار آپ کی شاندار تصنیف ہے۔
54. عبدالرحمن الجزیری 1882 عیسوی میں مصر میں پیدا ہوئے۔ جامعۃ الازہر میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں معلم کے فرائض سرانجام دئے۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں آپ نے سنی مکتبہ فکر کے چار مشہور مذاہب کو ایک کتاب میں مدون کر دیا۔
55. یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الصوم جلد نمبر 1 (حدیث نمبر 1791)، سنن نسائی جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2121، 2122، 2123 اور 2124) میں تقریباً ایک متن اور مختلف راویوں کے ساتھ مذکور ہے، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1727)، مشکوٰۃ

المصاحح جلد نمبر 2 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1970) اور مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 میں بھی باب رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1873) میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

56. جامع ترمذی جلد نمبر 1 ابواب الصوم، سنن ابوداؤد جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2327)
57. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 36 کے حوالہ سے تحریر ہے
58. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 33 کے حوالہ سے تحریر ہے
59. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 34 کے حوالہ سے تحریر ہے
60. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت نمبر 92
61. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 37 کے حوالہ سے تحریر ہے
62. اس جگہ فقہی بحث کے دو مقاصد ہیں اول قارئین فقہ کے بنیادی اصولوں سے واقف ہو جائیں، دوم یہ پورا کتابچہ شرعی دلائل پر تصنیف کردہ ہے، اس لیے ایک عام قاری کو ان اصولوں سے واقفیت ہوگی تو اس کے لیے ان احکامات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔
63. حکم شرعی، اور اشیاء و افعال کا قاعدہ کے اصول، اصول الفقہ کی دو مختلف کتب سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان کا ماخذ شیخ تقی الدین النبہانی کی کتاب الشخصیۃ الاسلامیہ، اور شیخ عطا البورشانی کی کتاب تیسیر الوصول الی الاصول، جبکہ اجتہاد کے متعلق تفصیل شیخ تقی الدین النبہانی کی کتاب نظام الاسلام سے ماخوذ ہے۔

64. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 23
65. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت نمبر 45
66. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ ص آیت نمبر 70
67. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النجم آیت نمبر 4-3
68. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الحشر آیت نمبر 7
69. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النساء آیت نمبر 80
70. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النساء آیت نمبر 65

71. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ التوبۃ آیت نمبر 100
72. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الحجر آیت نمبر 9
73. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الحم السجدۃ آیت نمبر 42
74. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الجمعۃ آیت نمبر 10-9
75. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النحل آیت نمبر 89
76. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الانعام آیت نمبر 38
77. سنن ابوداود جلد نمبر 3 کتاب القضاء (حدیث نمبر 3592)
78. سنن ابوداود جلد نمبر 3 کتاب القضاء (حدیث نمبر 3574)
79. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29
80. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النحل آیت نمبر 116
81. صحیح مسلم جلد 3 (اردو مترجم) کتاب اللباس والزینۃ (حدیث نمبر 697)
82. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النساء آیت نمبر 93
83. صحیح بخاری جلد نمبر 1 کتاب الصیام (حدیث نمبر 1788, 1789)، مشکوٰۃ الشریف جلد نمبر 1 باب رویۃ الهلال (حدیث نمبر 1872)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 باب رویۃ الهلال (حدیث نمبر 1969)، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1726)، سنن نسائی جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2125) اور صحیح مسلم جلد نمبر 7 کتاب الصیام میں یہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔

84. صحیح بخاری جلد نمبر 1 کتاب الصیام (حدیث نمبر 1790)، صحیح بخاری میں یہ حدیث الثالثہ تک ہے۔ صحیح مسلم جلد نمبر 7 کتاب الصیام، سنن ابوداود جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2320)

85. یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الصوم جلد نمبر 1 (حدیث نمبر 1791)، سنن نسائی جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2123, 2122, 2121 اور 2124) میں تقریباً ایک متن اور مختلف

راویوں کے ساتھ مذکور ہے، سنن دارمی جلد نمبر 1 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1727)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 کتاب الصوم (حدیث نمبر 1970) اور مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 میں بھی باب رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1873) میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

86. جامع ترمذی جلد نمبر 1 ابواب الصوم، سنن ابوداؤد جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2327)

87. سنن ابوداؤد جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2325)

88. صحیح بخاری جلد نمبر 1 کتاب الصیام (حدیث نمبر 1795)، صحیح مسلم جلد نمبر 7 کتاب الصیام، سنن

ابوداؤد جلد نمبر 2 کتاب الصیام (حدیث نمبر 2319)، مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 2 باب رویۃ اللہلال

(حدیث نمبر 1971)، مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 باب رویۃ اللہلال (حدیث نمبر 1874)

89. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ آل عمران آیت نمبر 20

90. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ آل عمران آیت نمبر 75

91. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 78

92. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الجمعۃ آیت نمبر 92

93. <http://www.staff.science.uu.nl/~gent0113/islam/ummalqura.htm>

94. [http://e.jang.com.pk/08-07-](http://e.jang.com.pk/08-07-2013/laohore/pic.asp?picname=156.gif)

2013/laohore/pic.asp?picname=156.gif

95. [http://express.com.pk/epaper/PoPupwindow.aspx?newsID=1](http://express.com.pk/epaper/PoPupwindow.aspx?newsID=1101925461&Issue=NP_LHE&Date=20130807)

96. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الحجرات آیت نمبر 6

97. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النساء آیت نمبر 83

98. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ النساء آیت نمبر 94

99. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 31 کے حوالہ سے تحریر ہے

100. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 33 کے حوالہ سے تحریر ہے

101. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 34 کے حوالہ سے تحریر ہے

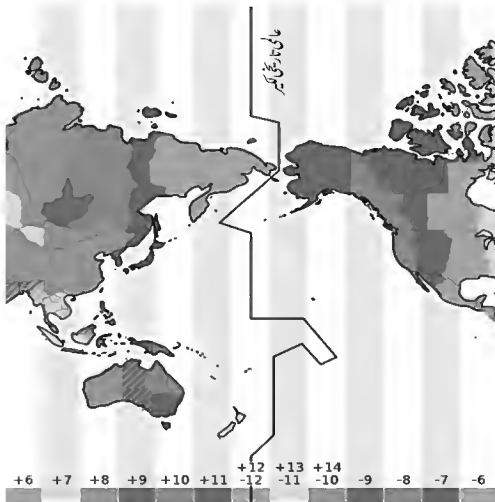
102. ماہرین جغرافیہ نے زمین کو چار حصوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے کہ اوپر کی طرف شمال،

نیچے کی طرف جنوب، دائیں مشرق اور بائیں مغرب ہے۔ ان ماہرین نے زمین پر کچھ فرضی لکیریں کھینچی ہیں۔ وہ فرضی لکیر جو زمین کے گرد قطبین کے درمیان مشرق سے مغرب تک کھینچی گئی ہے اس کو خط استوا (Equator) کہا جاتا ہے۔ خط استوا زمین کو شمال اور جنوب میں تقسیم کرتی



ہے۔ وہ فرضی لکیر جو شمال سے جنوب کی طرف کھینچی گئی ہے اس کو خط نصف النہار (Prime Meridian) کہتے ہیں۔ خط نصف النہار زمین کو مشرق اور مغرب میں تقسیم کرتا ہے۔ خط نصف النہار سے مشرق کی طرف زمین کو 180 درجے طول بلد مشرقی اور مغرب کی طرف 180 درجے طول بلد مغربی میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خط نصف النہار کو صفر درجہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ 180 درجہ پر عالمی تاریخ کی لکیر (International Date Line) نقش کی گئی ہے۔ عالمی تاریخ کی لکیر

کو مختلف ممالک نے اپنے حساب سے آڑا تر چھا کر رکھا ہے۔ وہ ممالک جو خط نصف النہار کے مشرق میں واقع ہیں وہاں وقت میں ہر 15 درجے کے بعد ایک گھنٹے کا اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر خط نصف النہار پر اگر دوپہر کے 12 بج رہے ہیں تو 15 درجے مشرقی پر آنے والے ممالک میں دوپہر کے 1 بج رہے ہوں گے، 30 درجے مشرقی پر آنے والے ممالک میں دوپہر کے 2 بج رہے ہوں گے، 45 درجے مشرقی پر آنے والے ممالک میں سہ پہر کے 3 بج رہے ہوں گے، اور اسی طرح وقت کا اضافہ ہوتا جائے گا، تاہم بہت سے ممالک نے اپنی ضرورت کے تحت اپنا معیار وقت خود طے کیا ہے۔ وہ ممالک جو خط نصف النہار کے مغرب میں واقع ہیں وہاں وقت ہر 15 درجے کے بعد خط نصف النہار سے 1 گھنٹا کم ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر خط نصف النہار پر دوپہر کے 12 بج رہے ہیں تو 15 درجے مغربی پر صبح کے 11 بج رہے ہوں گے اسی طرح آگے کے ممالک۔ زمین مشرق سے مغرب کی جانب یعنی کے گھڑی کے مخالف سمت گردش کر رہی ہے۔ جس کے باعث مشرقی علاقوں میں دن کا آغاز مغربی علاقوں سے پہلے ہوتا ہے۔ لہذا وہ ممالک جو کہ خط نصف النہار کے انتہائی مشرق میں واقع ہیں جیسے کے نیوزی لینڈ، جاپان، فوجی وغیرہ ان میں دن کا آغاز سب سے پہلے ہو گا۔ جیسا کہ فوجی ان ممالک میں سے ہے جہاں طلوع آفتاب سب سے پہلے ہو



گا۔ جزائر فوجی خط نصف النہار کے انتہائی مشرق میں 178 درجے طول بلد مشرقی پر واقع ہیں۔ 7 اگست 2013 کو یہاں طلوع آفتاب کا وقت فوجی کے معیاری وقت کے مطابق صبح 06:30 تھا۔ اس وقت پاکستان میں 6

اگست 2013 کی رات کے 11:30 کا وقت تھا۔ جیسے جیسے زمین مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرے گی فجی کے مغربی ممالک میں دن کا آغاز ہوتا چلا جائے گا۔

یہاں ایک دلچسپ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب عالمی تاریخی لکیر کی وجہ سے وہ ممالک جہاں تاریخ کا فرق ہونا چاہیے تھا، پر عالمی تاریخی لکیر کے آڑھاتر چھا کھینچے جانے کی وجہ سے یہ فرق نہیں آتا۔ مثال کے طور پر جزائر فجی پر جس وقت 7 اگست کی صبح کے 06:30 بج رہے تھے اس وقت جزائر روا کی جو کہ 170 درجے طول بلد مغربی پر واقع ہیں پر وقت 6 اگست کی صبح کے 07:30 ہونے چاہیے تھے۔ مگر عالمی تاریخی لکیر کو آڑاتر چھا کرنے کے باعث جزائر روا کی پر 7 اگست کی ہی صبح کے 07:30 کا وقت تھا۔ اسی طرح جزائر ہوائی جو کہ 158 درجے مغربی طول بلد پر واقع ہیں پر جب 6 اگست کی رات کے 09:00 بج رہے تھے تو جزائر ٹونگا جو کہ 175 درجے طول بلد شرقی پر واقع ہیں، وہاں پر 6 اگست کی رات کے 08:00 کا وقت ہونا چاہیے تھا، پر اسی لکیر کے آڑھاتر چھا ہونے کے باعث وہاں پر 7 اگست کی رات کے 08:00 کا وقت تھا۔ یہ تمام تبدیلی انسانی ذہن سے پیدا کر رہا ہے اور اس میں انسان جب چاہے تبدیلی کر سکتا ہے۔

یہاں کسی بھی صاحب عقل کے دماغ میں یہ سوال بھی آسکتا ہے کہ اگر 7 اگست بروز بدھ کی رات کو دنیا میں رمضان کا چاند سب سے پہلے جزائر ہوائی میں نظر آجائے اور اس کی شہادت ایک ثقہ مسلمان سے مل جائے تو اس وقت جزائر ہوائی میں تو 7 اگست ہوگی مگر بیشتر ممالک میں 8 اگست کی تاریخ شروع ہو جائے گی اور بعض میں 8 اگست کی تاریخ اختتام کے قریب ہوگی۔ تب پوری دنیا میں رمضان کا آغاز ایک ہی دن کیسے ہوگا؟ ہم اس فرضی صورت حال کو یہاں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

جزائر ہوائی میں 7 اگست 2013 بروز بدھ کو غروب آفتاب شام 07:06 پر ہے۔ اُس وقت لندن میں 8 اگست بروز جمعرات صبح کے 05:06 رہے ہونگے، پاکستان میں 8 اگست بروز جمعرات صبح کے 10:06 بج رہے ہونگے، جزائر فجی میں 8 اگست بروز جمعرات شام کے 05:06 بج رہے

ہونگے، جزائر ٹونگا میں 8 اگست بروز جمعرات رات کے 06:06 بج رہے ہونگے، میکسیکو سٹی میں 8 اگست بروز جمعرات صبح کے 00:06 بج رہے ہونگے، یونس آئرس میں 8 اگست بروز جمعرات صبح کے 02:06 بج رہے ہونگے، واشنگٹن میں 7 اگست بروز بدھ رات کے 10:06 بج رہے ہونگے، آسکا میں 7 اگست بروز بدھ رات کے 09:06 بج رہے ہونگے۔ اب یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس پر مختلف اشکال ہیں جن کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔

اول: اب اگر جزائر ہوائی میں ہو جانے والی رویت کو اس کی اصل یعنی عالمی تاریخی لکیر کے ساتھ قبول کرتے ہیں تو صرف شمالی اور جنوبی امریکہ کے ممالک 7 اگست بروز بدھ کو رمضان کا آغاز کر سکتے ہیں۔ جبکہ ایشیاء، افریقہ، آسٹریلیا، اور یورپی ممالک کو رمضان کا آغاز 8 اگست بروز جمعرات کو کرنا پڑے گا۔ اس صورت حال میں ان تمام ممالک کو عید الفطر کے بعد ایک روزے کی قضا کرنی پڑے گی۔

دوئم: جس وقت جزائر ہوائی میں سورج غروب ہو گا اور چاند کی رویت ہو گی اس وقت جزائر میں تاریخ 7 اگست ہو گی، جبکہ عین اسی وقت جزائر ٹونگا میں جو کہ جزائر ہوائی سے صرف 17 درجے طول بلد کی دوری پر ہیں تاریخ 8 اگست ہو گی۔ جس وقت جزائر ہوائی میں سورج غروب ہو گا اس کے ٹھیک 18 منٹ بعد جزائر ٹونگا میں سورج غروب ہو جائے گا، اور وہ چاند جو ہوائی میں نظر آیا ہے وہ 18 منٹ بعد ہی ٹونگا میں بھی نظر آئے گا کیونکہ جزائر ٹونگا میں غروب آفتاب کا وقت 06:24 ہے۔ تو کیا صرف ان 18 منٹ کے فرق سے صرف ہوائی میں پہلے چاند نظر آ جانے کی بنیاد پر آدمی سے زیادہ دنیا کا روزہ قضا کروادیا جائے؟ ایسا نہیں ہو گا، جس طرح ماہرین جغرافیہ دان عالمی تاریخی لکیر کو اپنی ضرورت کے تحت آگے پیچھے کر سکتے ہیں تو یہاں پر بھی عالمی تاریخی لکیر کو اس طرح ترتیب دیا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں رمضان کا آغاز ایک ساتھ 8 اگست کو ہی ہو۔ چاند کی رویت کیسے ہوتی ہے اس پر ہم پہلے ہی رویت ہلال کے باب میں بحث کر چکے ہیں، یہاں ایک اور امر بھی باور کرادینا چاہتا ہوں کہ پہلے چاند کی رویت زمین کے بیضوی ہونے کے

باعث بیضوی مدار میں شرقاً غرباً و شمالاً جنوباً ایک خاص طول و عرض بلد تک پھیلی ہوتی ہے، اور صرف یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی ملک اس چاند کو دیکھ سکے۔ گو کہ آج تک دنیا میں یہ امر پیش نہیں آیا کہ سب سے پہلے جزائر ہوائی میں رویت ہوئی ہو اور ایسا اختلاف وقوع پذیر ہو گیا ہو، تاہم اگر مستقبل میں کبھی ایسا ہوتا ہے تو ہم نے اس کا حل تجویز کیا ہے۔

103. یہ مکمل حدیث حاشیہ نمبر 30 کے حوالہ سے تحریر ہے
104. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 78
105. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ ہود آیت نمبر 114
106. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ طہ آیت نمبر 130
107. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الروم آیت نمبر 17-18
108. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ آل عمران آیت نمبر 190
109. <http://aa.usno.navy.mil>
110. <http://aa.usno.navy.mil>
111. <http://aa.usno.navy.mil>
112. <http://aa.usno.navy.mil>
113. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت نمبر 92-93
114. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ المؤمنون آیت نمبر 52-53
115. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ الحج آیت نمبر 78
116. صحیح مسلم جلد نمبر 3 (اردو مترجم) کتاب البر والصلة والآداب (حدیث نمبر 1872)
117. صحیح مسلم جلد نمبر 3 (اردو مترجم) کتاب البر والصلة والآداب (حدیث نمبر 1873)
118. صحیح مسلم جلد نمبر 3 (اردو مترجم) کتاب البر والصلة والآداب (حدیث نمبر 1875)
119. صحیح مسلم جلد نمبر 3 (اردو مترجم) کتاب البر والصلة والآداب (حدیث نمبر 1876)
120. کتاب اللہ القرآن الکریم سورۃ التوبة آیت نمبر 105

ماہ رمضان کی طرح
عید کا چاند بھی تازہ

حدیثیں آج عید کی صوبائی حکومت نے اعلان کر دیا

سورجی زمرہ کا قیام لندن میں تحقیقی کمیٹی کی زیر صدارت سوچا جی رہا تھا۔ لیکن کینیڈا کے اعلیٰ افسر، ایچ۔ جی۔ ہارڈن نے بھی دوسری کمیٹی کے اہماء نے پستی میں مدد کر دی تھی۔

[illegible]

عید کا چاند دیکھنے کیلئے رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس آج ہوگا

سعودی عرب، مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔

مسعودی عرب میں آج، پاکستان

میں کیسے سبکدوش ہو جاؤں گا

سرحد کے کئی مایاتوں، افغانستان اور

برطانیہ میں بھی آج روزِ درگھا جائے گا
اسلام آباد اور پورے ملک کے لیے (جمہوریہ کیلئے) ایک نیا
پورا، بائزرنگ ایک (نیا گیتا ایجوکیشن) ملک پر
میں تمہیں بھی وطنی اہلیانہ (دینی طور 5 نمبر 7)

۱۰۸۸

ہمارے خزانے کی شہادت ٹھیک ہی ہے، مگر مطمئن ہونے کی بجائے میں مرکزی رویت ہلال کی جی ٹی اے اعلان، فیصلے سے متعلق ہیں، سربراہ ہلال کی کھلی شہادت
مرکزی ہلال کی کمیٹی نے اتفاق رائے سے بغیر اجلاس کے خود 40 شہادتوں پر فیصلہ کیا، صوبائی وزیر مرید آباد کے وزیر اعلیٰ رہائی سے رابطہ کے بعد اعلان
فیصلہ جلد ہی ایسی ہی نہیں کرے۔ شہادت قبول ہوا، پارک، حاضری کا کام ہے۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ ہنگامہ کو دور سے متعلق فیصلہ (ارجمان

پھر عیدین خیر نچو نخوانے آج عیدِ علان کسریا

مہبود قاسم خان کے اعلان کو تسلیم کرتے ہیں، خبربرخاستہ حکومت، کسی سے میں جان نہ لھریں آیا، مفتی شب

چند کی دیکھ کر تیرا رخ سپر تر ہو کر ایش آج باقی ملک میں کچل ہو گئی

عمر پختو خواجہ جس پر حکم صادر ہوا، آج عید منائیں گے: شیر بلور، ہزارہ اور چمن میں

عیدِ آزادی جانیگی: خیبر پختونخوا، اہلکات بلستان میں عیدِ آزادی گنی

میری کئی تجارتیں فروغ ہو رہی ہیں اور شریف نے ان میں سے تین کی وضاحت میرا کر دی ہے۔
 ۱۔ ایک ایسی دکان جو ہر قسم کے اشیاء کی خرید و فروخت کے واسطے ہو۔
 ۲۔ ایک ایسی دکان جو ہر قسم کے اشیاء کی خرید و فروخت کے واسطے ہو۔
 ۳۔ ایک ایسی دکان جو ہر قسم کے اشیاء کی خرید و فروخت کے واسطے ہو۔

[illegible]

وطنیت

اس دور میں ہے اور ہے جام اور ہے جسم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
ساقی نے پنا کی روشِ لُطف و ستم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صم اور

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیر بہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
عزت گر کا شانہ دین نبوی ہے
اسلام تراویس ہے تو مصطفوی ہے

نظارہ دیرینہ زمانے کو کھلاوے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملاوے

ہو قید مفتائی تو نتیجہ ہے تباہی
ہے ترک وطن سنتِ محبوبِ الہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
وے ٹو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوام جہاں میں ہے رہت بہت تو اسی سے
حنالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
تخنیر ہے مقصودِ تجارت تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے عزت تو اسی سے

اقوام میں مخلوق خدا شقی ہے اس سے
قومیتِ اسلام کی جبرِ کشتی ہے اس سے

اقبال